103 شرعی مسائل کا مجموعہ
حصہ نمبر 1
فتاویٰ جلالیہ
مصنف
ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی
نظر ثانی
مفتی
زیدہ شرفہ
ابو احمد انس رضا قادری صاحب
الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی

کتاب العقائد

نمبر	فہرست	صفحہ
1	اللہ تعالی کو گالی دینے والے کا حکم	8
2	یہ الفاظ کہ میں اللہ تعالی کو نہیں مانتا کہنے والے کا حکم	9
3	اللہ تعالی کے رنگ کا مطلب	10
4	معجزہ شق القمر کا ثبوت	11
5	ایمان والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور امام ابو حنیفہ	12
6	حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر دلائل	13
7	حضرت ابو بکر صدیق کا لقب صدیق ہونے کا ثبوت	14
8	چودہ معصوم کہنا کیسا	15
9	عرس امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ	16
10	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب من گھڑت روایت	17
11	حضرت حلیمہ سعدیہ کا اسلام	18
12	امام مہدی اور دجال کا انکار کرنا کیسا	19
13	"بابے تے شئی ای کوئی نئی" یہ کہنا کیسا	20
14	پیر میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے	21
15	عرس کا درست مطلب	22
16	میں سنی ہوں بریلوی نہیں کہنا کیسا	23
17	کرامت کے منکر کا حکم	24
18	شب برات کی فضیلت پر صحیح حدیث	25

19	امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ ولادت	26
20	کیا مشت زنی کرتے وقت ایمان زائل ہو جاتا ہے	27
21	خودکشی کرنے والے کے لیے دعائے مغفرت کا حکم	28

کتاب الطہارۃ

22	کیا غسل کر لینے سے وضو ہو جاتا ہے	29
23	غسل اور وضو میں پانی کی مقدار	30
24	دوران وضو ہوا کا خارج ہو جانا	31
25	زیر ناف بال کاٹنے سے غسل کا حکم	32
26	ناپاکی کی حالت میں پاک لباس پہننا	33
27	ماہواری کے دنوں میں درود ابراہیمی پڑھنا	34
28	مخصوص ایام میں موبائل سے قران پڑھنا	35
29	بغیر زپ کے موزوں پر مسح کرنا	36
30	عورت کا مسواک کرنا	37
31	طوطے کی بیٹ پاک ہے یا ناپاک	38
32	مرغی کا پوٹا حلال ہے یا حرام	39
33	کوے کے جوٹھے کا حکم	40
34	نجاست کے خشک ہونے سے فرش کی طہارت کا حکم	41
35	فلمیں اور ڈرامے دیکھنے کے بعد وضوء کا حکم	42

کتاب الاذان

36	نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اذان دینا	43
37	جنبی کا اذان دینا	44

38	وقت داخل ہونے سے پہلے اذان کا حکم	45

کتاب الصلاۃ

39	ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا کیسا	46
40	سورہ فاتحہ کے بعد صرف آیت الکرسی پڑھنا کیسا	47
41	سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے یا ہاتھوں کو	48
42	کیا ہر مکروہ تحریمی نماز واجب الاعادہ ہے	49
43	نماز عصر کے دوران سورج غروب ہو جائے تو اس کا حکم	50
44	سنت غیر موکدہ کو ترک کرنے والے امام کا حکم	51
45	نماز میں منہ بند کرکے قرات کرنا کیسا	52
46	نماز میں اندر سے کپڑا فولڈ کرنا کیسا	53
47	ترک رفع یدین والی حدیث ابن مسعود کی صحت پر 13 شواہد	54
48	ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں	55
49	عورت کے سجدہ کرنے کا طریقہ	56
50	نماز عصر کے بعد قضا نماز پڑھنا کیسا	57
51	فرائض وتر اور سنت فجر کی قضا کا حکم	58
52	قصر نماز پڑھنے کا طریقہ	59
53	دعائے قنوت کا ثبوت	60
54	وتر کی رکعات، وقت، نیت	61
55	وتر کے قعدہ اولی میں درود پڑھنا کیسا	62
56	اذان کے بعد قضا نماز پڑھنا کیسا	63
57	لاہور سے کراچی کے سفر کے دوران نماز کا حکم	64
58	مسافر کی مقیم امام کے پیچھے نماز	65

59	امام کا خارج نماز شخص سے لقمہ لینا	66
60	حرام کمائی کے کپڑوں میں نماز کا حکم	67
61	فون کال پہ آیت سجدہ کا حکم	68
62	داڑھی کٹوانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کیوں	69

کتاب الصوم

63	روزے میں پانی حلق میں چلا گیا	70
64	فحش ویڈیوز دیکھنے سے انزال ہو تو روزے کا حکم	71
65	دوران اعتکاف ماہواری آجائے	72

کتاب الحج

66	حج فرض ہونے کے بعد حج کی استطاعت نہ رہے	73
67	صاحب استطاعت کا والدین سے پہلے حج کرنا	74

کتاب الزکوۃ

68	خالہ کو زکوۃ دینا کیسا	75
69	مشکل وقت کے لیے رکھی گئی رقم پر زکوۃ	76

کتاب الجنائز

70	نماز جنازہ میں تکبیر کا فوت ہو جانا	77
71	مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم	78
72	نماز جنازہ میں رکوع و سجود نہ ہونے کی وجہ	79

کتاب النکاح

73	مزنیہ کی بیٹی سے نکاح کا حکم	80
74	خطبہ کے بغیر نکاح	81
75	گواہوں کے بغیر نکاح	82
76	جس بچی کی پرورش کی اس سے نکاح کا حکم	83

کتاب الرضاع

77	خون دینے سے رضاعت کا حکم	84
78	ایک بکری کا دودھ پینے سے رضاعت کا حکم	85

کتاب الأیمان والنذور

79	جان کی قسم اٹھانے کا حکم	86
80	ماں کی قسم کھانے پر کفارہ کا حکم	87

کتاب المیراث

81	بیوی کی وراثت سے شوہر کا حصہ	88

کتاب الحظر والاباحۃ

82	چاندی کے دانت لگوانے کا حکم	89
83	پرانے نوٹوں کے بدلے نئے نوٹ خریدنا	90
84	پانی کا کاروبار کرنا کیسا	91
85	تلاوت وذکر میں مشغول لوگوں کو سلام کرنا	92
86	ڈاکٹر کو میڈیسن بکوانے کا کمیشن دینا کیسا	93

متفرق مسائل

87	قسطیں مکمل ہونے سے پہلے چیز آگے بیچ دینا کیسا	94
88	کیا چاول کھانا سنت سے ثابت ہے	95
89	کیا آکٹوپس حلال ہے یا حرام	96
90	دست شناسی کی ممانعت پر دلیل	97
91	زیبرہ کھانا حلال ہے یا حرام	98
92	جو شوہر کا نام ہو وہی بیٹے کا نام رکھنا	99
93	مرد کا دنداسہ استعمال کرنا کیسا	100
94	نزول قرآن کے اعتبار سے قرآن کی آخری آیت	101
95	مسلمان بھائی کی مدد کرنا	102
96	ناپاک منی سے پیدا ہونے والے انسان پاک کیسے	103
97	آنکھ پھڑکنا	104
98	امام واقدی کے متعلق احناف کی رائے	105
99	مکروہ تحریمی سے صغیرہ گناہ ہوتا ہے یا کبیرہ	106
100	پاؤں ہلانے کی نحوست	107
101	قریب البلوغ بیٹے کے ساتھ شرعی سفر کرنا	108
102	کیا گناہ پریشانیوں اور بیماریوں کا سبب بنتے ہیں	109
103	عمامے میں ایک شملہ ہونا چاہیے یا دو؟	110

سوال: ایک بندہ معاذ اللہ اللہ کو گالی نکالتا ہے، پھر کہتا ہے میں اللہ سے لے کر نہیں کھاتا اس کے لئے شرعی حکم کیا ہو گا اور اسکے نکاح کے متعلق کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ شخص توہین باری تعالیٰ کے سبب دائرہ اسلام سے خارج ہے، اس پر توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان اور تجدید نکاح بھی لازم ہے۔

الفاظ الکفر وشرحہ اور الفتاوی الھندیہ میں ہے: " اعلم انه اذا وصف بمالايليق او سخر باسم من اسماء الله تعالى او بامرمن او امره او انكر وعده او وعيده كفر ترجمہ: جان لیجئے کہ بے شک جب کوئی اللہ تعالیٰ کے لئے ایسا وصف بیان کرے جو اس کے لائق نہیں یا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی نام یا اسکے احکامات میں سے کسی حکم کا مذاق اڑائے یا اسکے وعدہ یا وعید کا انکار کرے تو اسکی تکفیر کی جائے گی۔

(الفاظ الکفر وشرحہ، الباب الثانی، صفحہ 174، مطبوعہ دینی کتب خانہ۔ الفتاوی الھندیہ، کتاب السیر، الباب التاسع، جلد 2، صفحہ 258، مطبوعہ رشیدیہ)

الدر المختار شرح تنویر الابصار میں ہے: " مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح" ترجمہ: جو چیز بالاتفاق کفر ہے وہ عمل اور نکاح کو باطل کر دیتی ہے اس کی اولاد، اولاد زنا ہو گی اور جس چیز کے کفر ہونے میں اختلاف ہے تو ارتکاب کرنے والے کو توبہ استغفار اور تجدید نکاح کا حکم ہے۔

(الدر الدر المختار، کتاب الجھاد، باب المرتد، جلد 1، صفحہ 348، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

21 جمادی الاول 1446ھ 23 نومبر 2024ء

یہ الفاظ "میں اللہ کو نہیں مانتا" کہنے کا حکم

سوال: زید نے کہا میں کسی کو نہیں مانتا اور وضاحت میں کہا کہ خدا کو بھی نہیں مانتا (معاذ اللہ)، زید خود کو لبرل کہتا ہے، کیا حکم شرعی ہوگا؟
(سائل: محمد جلیل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

یہ جملہ "میں اللہ کو نہیں مانتا" بولنے والا شخص اسلام سے خارج ہے، چاہے وہ مذاق میں کہے یا علم نہ ہونے کی وجہ سے کہے، کیونکہ ایمان کا رکن تصدیق اور اقرار ہے، جبکہ یہ شخص اللہ تعالی کا انکار کر رہا ہے، لہذا مذکورہ شخص پر سچے دل سے توبہ اور تجدید ایمان ضروری ہے اور اگر بیوی والا ہے، تو تجدید نکاح بھی لازم ہے۔

التفسیرات الاحمدیہ میں سورۃ النحل کی آیت 106 کے تحت ہے: "وکذا غیر المکرہ اذا جری علی لسانہ کلمۃ الکفر استھزاء او جھلا یکون کافرا فیکون الآیۃ دلیلا علی ان رکن الایمان التصدیق والاقرار جمیعا ولکن التصدیق لایحتمل السقوط بحال والاقرار یحتملہ فی حالۃ الاکراہ" ترجمہ: اور ایسے ہی غیر مجبور شخص جب مذاق کے طور پر یا علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنی زبان پر کلمہ کفر جاری کرے، تو وہ کافر ہو جائے گا، پس یہ آیت اس بات پر دلیل ہو جائے گی کہ ایمان کا رکن تصدیق اور اقرار دونوں ہیں، لیکن تصدیق کسی حالت میں سقوط کا احتمال نہیں رکھتی اور اقرار مجبوری کی حالت میں سقوط کا احتمال رکھتا ہے۔

(التفسیرات الاحمدیہ، سورۃ النحل تحت آیت 106، صفحہ 501، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

الدر المختار شرح تنویر الابصار میں ہے: "مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح" ترجمہ: جو چیز بالاتفاق کفر ہے وہ عمل اور نکاح کو باطل کر دیتی ہے اس کی اولاد، اولاد زنا ہوگی اور جس چیز کے کفر ہونے میں اختلاف ہے تو ارتکاب کرنے والے کو توبہ، استغفار اور تجدید نکاح کا حکم ہے۔

(الدر الدر المختار، کتاب الجھاد، باب المرتد، جلد 1، صفحہ 348، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

21 شعبان المعظم 1446ھ/20 فروری 2025ء

اللہ تعالیٰ کے رنگ کا مطلب

سوال: مفتی صاحب سورۃ البقرہ کی آیت 138 میں اللہ تعالیٰ کے رنگ سے کیا مراد ہے؟ (سائل: محمد عزیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کے رنگ سے مراد اللہ کا دین ہے، کیونکہ عیسائیوں کا طریقہ تھا کہ جب ان کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو پانی میں زرد رنگ ڈال کر اس میں اس بچے کو غوطہ دیتے اور کہتے کہ اب یہ سچا عیسائی ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انکار فرمایا کہ یہ ظاہری رنگ کسی کام کا نہیں، اصل رنگ اللہ تعالیٰ کے دین کا ہے۔

قرآن پاک میں ہے: " صِبْغَةَ اللّٰهِۚ-وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً٘-وَّ نَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ " ترجمہ: ہم نے اللہ کا رنگ اپنے اوپر چڑھا لیا اور اللہ کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے؟ اور ہم اسی کی عبادت کرنے والے ہیں۔

(سورۃ البقرہ، آیت 138)

اسکے تحت مدارک التنزیل وحقائق التاویل میں ہے: " (صبغة الله) دين الله۔۔۔ والأصل فيه أن النصارى كانوا يغمسون أولادهم في ماء أصفر۔۔۔ فإذا فعل الواحد منهم بولده ذلك قال الآن صار نصرانيا حقا فأمر المسلمون بأن يقولوا لهم آمنا بالله وصبغنا الله " ترجمہ: صبغۃ اللہ سے مراد ہے اللہ کا دین۔۔۔ اور اسمیں اصل یہ ہے کہ عیسائی اپنی اولاد کو زرد پانی میں غوطہ دیتے۔۔۔ پس جب ان میں سے کوئی ایک اپنی اولاد کے ساتھ یہ کرتا تو وہ کہتا کہ اب یہ سچا عیسائی ہو گیا تو مسلمانوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ان کو کہیں ہم اللہ پر ایمان لائے اور ہم نے اللہ کا رنگ (اللہ کے دین کا رنگ) چڑھا لیا۔

(مدارک التنزیل وحقائق التاویل، سورۃ البقرۃ، تحت آیت 138، جلد 1، صفحہ 134، مطبوعہ دار الکلم الطیب)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

12 شعبان المعظم 1446ھ/10 فروری 2025ء

معجزہ شق القمر کا ثبوت

سوال: مفتی صاحب! شق قمر کے واقعہ کو بعض لوگ نہیں مانتے۔ کیا یہ حدیث میں ہے؟ کوئی سند ہے تو بتادیں۔

(سائل: مرزا جہانگیر بیگ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

معجزہ شق القمر قرآن پاک کی شہادت حقہ، بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث اور اجماع اہل سنت سے ثابت ہے، اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بے دینی ہے۔

قرآن پاک میں ہے: " اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَ انْشَقَّ الْقَمَرُ" ترجمہ: قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ گیا۔ (سورۃ القمر، آیت 1) اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے: " انفلق فلقتین علی ابی قبیس وقعیقعان آیۃ لہ وقد سئلھا" ترجمہ: چاند دو حصوں میں پھٹ گیا (ایک حصہ) جبل ابی قبیس اور (دوسرا) جبل قعیقعان پر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ کے طور پر اور تحقیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا مطالبہ کیا گیا تھا۔

(تفسیر جلالین، تحت سورۃ القمر آیت 1، جلد 2، صفحہ 776، مطبوعہ المکتبۃ البشری)

صحیح بخاری میں ہے: " انشق القمر علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شقتین فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشھدوا" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں چاند کے پھٹ کر دو حصّے ہوگئے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس پر گواہ رہنا۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب سوال المشرکین، جلد 1، صفحہ 986، ناشر الطاف اینڈ سنز)

فتاوی رضویہ میں ہے: "معجزہ شق القمر جو بخاری و مسلم کی احادیث صحیحہ بلکہ خود قرآن عظیم و وحی حکیم کی شہادت حقہ اور اہل سنت و جماعت کے اجماع سے ثابت ہے۔"

(فتاوی رضویہ، قمر التمام، مسئلہ 44، جلد 30، صفحہ 716، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن)

صراط الجنان میں ہے: "اور یہ خبر شہرت کے اس درجہ تک پہنچ گئی ہے کہ اس کا انکار کرنا عقل و انصاف سے دشمنی اور بے دینی ہے۔"

(صراط الجنان، سورۃ القمر تحت آیت 1، جلد 9، صفحہ 587، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

27 جمادی الثانی 1446ھ 30 دسمبر 2024ء

ایمان والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امام ابو حنیفہ

سوال: میں نے مرزا جہلمی کا اعتراض سنا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو مسلمان نہیں مانتے، اس حوالہ سے رہنمائی فرمائیں۔ (سائل: محمد عدنان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

مرزا جہلمی الفقہ الاکبر کے حوالہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے مسلمان نہ ہونے کے موقف کی نسبت کرتا ہے، یہ درست نہیں، بلکہ فریب کاری ہے، کیونکہ الفقہ الاکبر کے معتبر نسخوں میں یہ بات موجود نہیں اور امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے اس بات کو ذکر کیا، کہ اس (عدم ایمان) والے قول کی نسبت جنکی طرف ہے، وہ ابو حنیفہ محمد بن یوسف بخاری ہیں نا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، اگر بالفرض مان بھی لیا جائے کہ الفقہ الاکبر کے بعض نسخوں میں موجود قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہی ہے، تو اسکا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا کفر کے زمانہ میں وصال ہوا اور علامہ زاہد کوثری نے فرمایا: کہ میں نے دو قدیم نسخوں میں (ماماتا علی الکفر) کے الفاظ دیکھے یعنی شروع میں حرف نفی "ما" ہے اور مطلب یہ ہے کہ والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال کفر پر نہیں ہوا، اور دو قدیم نسخوں میں (ماتا علی الفطرۃ) کے الفاظ دیکھے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا فطرت پر وصال ہوا۔ لہذا اس سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف، والدین مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلمان نہ ہونے کی نسبت، ہر گز ثابت نہیں ہوتی۔

حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار میں ہے: " وما فی الفقه الاکبر من ان والدیه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ماتا علی الکفر فمدسوس علی الامام ویدل علیه ان النسخ المعتمدة لیس فیها شیئ من ذالك قال ابن حجر المکی فی فتاواه والموجود فیها ذالك لابی حنیفة محمد بن یوسف البخاری لالابی حنیفة النعمان بن ثابت الکوفی وعلی تسلیم ان الامام قال ذالك فمعنی ذالك انهما ماتا فی زمن الکفر وهذا لایقتضی اتصافهما به۔"

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، جلد 4، 278، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

العالم والمتعلم میں ہے: "وانی بحمد الله رأیت لفظ (ما ماتا) فی نسختین بدار الکتب المصریة قدیمتین کما رأی بعض أصدقائی لفظی (ما ماتا) و(علی الفطرة) فی نسختین قدیمتین بمکتبة شیخ الاسلام وعلی القاری بنی شرحه علی النسخة الخاطئة وأساء الأدب سامحه الله۔"

(العالم والمتعلم بتحقیق محمد زاہد الکوثری، مقدمہ، صفحہ 7، ناشر مطبعۃ الانوار بالقاہرہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

21 شعبان المعظم 1446ھ/20 فروری 2025ء

سوال: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضیلت پر دلائل بیان کر دیں۔ **(سائل: عزیزالرحمن)**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب الھم ھدایۃ الحق والصواب

مرسلین ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب سے افضل ہونا ناقابل تردید دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، خود مولی علی رضی اللہ عنہ اور سچے سادات کا یہی عقیدہ ہے۔

قرآن پاک میں ہے: " وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ " ترجمہ: اور تم میں فضیلت والے اور گنجائش والے قسم نہ کھائیں۔ (سورۃ النور، آیت 22)

اسکے تحت التفسیر الکبیر میں ہے: " اجمع المفسرون علی ان المراد من قولہ (اولو الفضل) ابوبکر وھذہ الآیۃ تدل علی انہ رضی اللہ عنہ کان افضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " ترجمہ: مفسرین کرام نے اس پر اجماع کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (اولو الفضل) سے مراد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ بے شک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے افضل تھے۔ (التفسیر الکبیر، سورۃ النور، تحت آیت 22، جلد 8، صفحہ 349، مطبوعہ مکتبہ علوم اسلامیہ)

صحیح بخاری میں ہے: " عن محمد بن الحنفیۃ قال قلت لابی ای الناس خیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر " ترجمہ: " حضرت محمد بن حنفیہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ تو آپ فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ۔ (صحیح بخاری، کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی لو کنت متخذا، جلد 1، صفحہ 995، ناشر الطاف اینڈ سنز)

کتاب اصول الدین (للشیخ عبد القادر الجیلانی) میں ہے: " وافضل الاربعۃ ابوبکر" (کتاب اصول الدین، صفحہ 252، مکتبہ مدینۃ النور)

کشف المحجوب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے: " واز بعد انبیای خیر الانام" (کشف المحجوب فارسی، باب فی ذکر ائمتھم من الصحابۃ، صفحہ 67، مطبوعہ مکتبۃ النوریۃ الرضویہ)

تصفیہ مابین سنی وشیعہ میں ہے: " لہذا خلافت انکی خلافت راشدہ وخاصہ ٹھہری جسمیں خلیفہ کا افضل ہونا ضروری سمجھا گیا۔" (تصفیہ، صفحہ 38، گولڑہ شریف)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 رجب المرجب 1446ھ 14 جنوری 2025ء

سوال: حضرت ابو بکر کا لقب "صدیق" ہونے پر حوالہ درکار ہے۔ **(سائل: عزیز رحمان)**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

کئی احادیث میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا لقب "صدیق" موجود ہے، خود مولی علی رضی اللہ نے اس پر قسم اٹھائی اور امام نووی رحمہ اللہ نے آپ کا لقب ,, صدیق،، ہونے پر اجماع ذکر کیا۔

صحیح بخاری میں ہے: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صعد احدا وابو بکر وعمر وعثمان فرجف بھم فقال اثبت احد فإنما علیک نبی وصدیق وشھیدان" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم احد پہاڑ پر چڑھے تو احد حرکت کرنے لگ گیا پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا احد! ٹھہر جاؤ کہ تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔ **(صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابہ، باب قول النبی لو کنت متخذا خلیلا، روایت 3675، جلد 1، صفحہ 996، ناشر الطاف اینڈ سنز)**

المستدرک علی الصحیحین میں ہے: " عن ابی تحیی سمع علیا یحلف لانزل اللہ تعالیٰ اسم ابی بکر من السماء صدیقا" ترجمہ: حضرت ابو تحیی سے مروی ہے، انہوں نے مولی علی رضی اللہ عنہ کو (اس بات پر) قسم اٹھاتے ہوئے سنا کہ بے شک اللہ تعالی نے حضرت ابو بکر کا نام آسمان سے ,, صدیق،، اتارا۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ابو بکر بن ابی قحافہ، جلد 5، صفحہ 385، مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ)

المستدرک علی الصحیحین میں مولی علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: " ذاك امرء سماه الله صديقا على لسان جبريل و محمد صلى الله عليه وسلم" ترجمہ: وہ (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ) ایسے شخص ہیں جنکا نام اللہ تعالی نے جبریل امین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ,, صدیق،، رکھا۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب معرفۃ الصحابۃ، ابو بکر بن ابی قحافہ، جلد 5، صفحہ 385، مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ)

تھذیب الاسماء واللغات میں ہے: "واجمعت الامۃ علی تسمیتہ صدیقا" ترجمہ: اور امت نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا صدیق نام رکھنے پر اجماع کیا۔

(تھذیب الاسماء واللغات، باب ابی بکر، جلد 2، صفحہ 181، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 رجب المرجب 1446ھ 9 جنوری 2025ء

چودہ (14) معصوم کہنا کیسا

سوال: چودہ (14) معصومین کا عقیدہ رکھنا کیسا اور ایسے شخص کو پیر بنانے کا کیا حکم ہے؟ (سائل: چوہدری محراب حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس بات پر اہل سنت کا اجماع ہے کہ عصمت (معصوم ہونا) انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتوں کے ساتھ خاص ہے، جو انکے علاوہ کسی کو معصوم مانے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ لہذا ائمہ کرام کو معصوم ماننے والے کو پیر بنانا جائز نہیں۔

النبراس میں ہے: "وجواب اھل السنة بانا لانم العصمة" ترجمہ: اور اہل سنت کا جواب یہ ہے کہ ہم (اہل بیت کی) عصمت کو تسلیم نہیں کرتے۔ (النبراس علی شرح العقائد، صفحہ 532، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "جس طرح اجماع اہلسنت ہے کہ بشر میں انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کے سوا کوئی معصوم نہیں جو دوسرے کو معصوم مانے اہلسنت سے خارج ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 14، صفحہ 187، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

بہار شریعت میں ہے: "نبی کا معصوم ہونا ضروری ہے اور یہ عصمت نبی اور ملک کا خاصہ ہے، کہ نبی اور فرشتہ کے سوا کوئی معصوم نہیں۔ اماموں کو انبیا کی طرح معصوم سمجھنا گمراہی و بد دینی ہے۔" (بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 39، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں (پیر کی شرائط کے متعلق) ہے: "(1) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو۔۔۔ (2) شیخ سنی العقیدہ ہو۔۔۔ (3) عالم ہو اقول علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہلسنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بد مذہب نہیں کل ہو جائے گا۔۔۔ (4) فاسق معلن نہ ہو۔" (فتاوی رضویہ جلد 21، صفحہ 505، 506، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

21 شعبان المعظم 1446ھ / 20 فروری 2025ء

عرس امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

سوال: زید کہتا ہے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عرس منانا جائز نہیں رہنمائی فرمادیں۔ (سائل: حامد رضا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب الھم ھدایۃ الحق و الصواب

عرس کی اصل ایصال ثواب ہے جو کہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، دن معین کرنا تخصیصات عرفیہ میں سے ہے جسکو شریعت نے جائز فرمایا ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عرس پر اعتراض کرنا جہالت ہے، کیونکہ ولی کتنے ہی بڑے مرتبے والا کیوں نہ ہو، کسی صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا، تو جب اولیاء اللہ کا عرس جائز ہے، تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم صحابی جنکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، انکا عرس کیسے ناجائز ہوسکتا ہے۔

فتاوی رضویہ میں ہے: "جمعرات کی فاتحہ جائز ہے۔ یونہی عرس اگر منکرات شرعیہ مثل مزامیر وغیرہا سے خالی ہو۔۔۔ شریعت اسلامیہ میں ایصال ثواب کی اصل ہے اور صدقات مالیہ کا ثواب باجماع ائمہ اہلسنت پہنچتا ہے اور تخصیصات عرفیہ کو حدیث نے جائز فرمایا۔

(فتاوی رضویہ، ایصال ثواب وصدقہ وخیرات، جلد 23، صفحہ 132، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

الشفاء میں ہے: "ان اللہ اختار اصحابی علی جمیع العالمین سوی النبیین و المرسلین" ترجمہ: بے شک اللہ تعالی نے میرے صحابہ کو تمام جہان والوں پر چن لیا سوائے نبیوں اور رسولوں کے۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الفصل السادس من توقیرہ، الجزء الثانی، صفحہ 56، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

الشریعہ میں ہے: "باب بشارۃ النبی لمعاویۃ بالجنۃ" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت معاویہ کو جنت کی بشارت دینے کا باب (اس باب میں امام آجری حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کے جنتی ہونے پر 6 احادیث لائے ہیں اور آپکی فضیلت پر تقریباً 59 احادیث لائے ہیں)۔

(الشریعہ للآجری، کتاب فضائل معاویۃ بن ابی سفیان، جلد 3، صفحہ 566، مطبوعہ پروگریسو بکس)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 رجب المرجب 1446ھ 10 جنوری 2025ء

سوال: تاریخ طبری میں ایسا لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرے منبر پر معاویہ کو دیکھو تو قتل کر دو، اس بارے رہنمائی کریں۔ (سائل: اللہ بخش)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب الھم ھدایۃ الحق والصواب

مذکورہ روایت تاریخ الطبری (جلد 10، صفحہ 58، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ) میں بلا سند موجود ہے اور من گھڑت اور دشمنانِ اسلام کی طرف سے پھیلایا ہوا جھوٹ ہے، محدثین نے اسکو موضوع قرار دیا، اگر یہ روایت صحیح ہے تو صحابہ واہل بیت نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا؟ امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کیوں کی؟ جبکہ اس کے برعکس قرآن پاک نے تمام صحابہ کرام کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو وہ شان والے صحابی ہیں کہ جنکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی، جو کاتب وحی ہیں، جنکے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی، لہذا انکی قرآن و سنت سے مسلمہ فضیلت کے خلاف رافضیوں کی گھڑی ہوئی تاریخی جھوٹ پر مبنی روایات کی کوئی حیثیت نہیں۔

البدایہ والنہایہ میں ہے: " وھذا الحدیث کذب بلا شک "ترجمہ: اور یہ حدیث بے شک جھوٹ ہے۔

(البدایہ والنہایہ، وھذہ ترجمۃ معاویۃ، جلد 8، صفحہ 133، مطبوعہ مکتبۃ المعارف)

کتاب الموضوعات میں ہے: " واما الاحادیث التی وضعت لذمہ۔۔۔اذا رأیتم معاویۃ علی منبری فاقتلوہ ۔۔ قال المصنف ھذا حدیث لایصح عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ترجمہ: اور بہر حال وہ احادیث جو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں گھڑی گئیں۔۔ (ان میں سے ایک یہ ہے کہ) جب تم معاویہ کو میرے منبر پر دیکھو تو اسے قتل کر دو۔۔۔ مصنف نے فرمایا کہ یہ حدیث اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح نہیں۔

(کتاب الموضوعات من الاحادیث المرفوعات، کتاب الفضائل والمناقب، جلد 2، صفحہ 264،266، مطبوعہ اضواء السلف)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 شعبان المعظم 1446ھ 8 فروری 2024ء

سوال: کیا حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تھا؟ (سائل: قاری واسد نقشبندی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ سیدتنا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا تھا، آپ صحابیہ ہیں اور آپ نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔

صفۃ الصفوۃ میں ہے: " فاما حلیمۃ ۔۔ فاسلمت وبایعت واسلم زوجھا" پس حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا۔۔۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی اور انکے شوہر نے اسلام قبول کیا۔
(صفۃ الصفوۃ، ذکر نبینا محمد، جلد 1، صفحہ 26، مطبوعہ دار الحدیث القاھرہ)

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب میں ہے: " روت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وروی عنھا عبد اللہ بن جعفر" ترجمہ: حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا اور ان سے عبد اللہ بن جعفر نے روایت کیا۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، باب الحاء، صفحہ 1813، مطبوعہ دار الجیل)

منتھی السول علی وسائل الوصول میں ہے: " وصحح ابن حبان وغیرہ ما یدل علی اسلام حلیمۃ ۔۔۔ وقد ذکرھا الحافظ ابن حجر العسقلانی فی الاصابۃ فی الصحابیات اھل القسم الاول" ترجمہ: اور ابن حبان نے ان (دلائل) کو صحیح قرار دیا جو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے اسلام پر دلالت کرتے ہیں۔۔۔ اور تحقیق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے " الاصابۃ " میں انکا قسم اول والی صحابیات میں ذکر کیا۔
(منتھی السول علی وسائل الوصول، الفصل الخامس، جلد 2، صفحہ 612، مطبوعہ دار المنھاج)

شرف المصطفی کے محقق سید ابو عاصم نبیل لکھتے ہیں: " حظیت بالسعادۃ فی الدارین ببرکتہ فھنیئا لھا رضی اللہ عنھا وارضاھا"
(شرف المصطفی، باب فی ذکر رضاع رسول اللہ، جلد 1، صفحہ 369، مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "حضرت سیدتنا حلیمہ سعدیہ۔۔ آپ شرفِ اسلام وصحابیت سے مشرف ہوئیں۔"
(فتاوی رضویہ، جلد 30، صفحہ 293، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

12 شعبان المعظم 1446ھ/10 فروری 2025ء

امام مہدی اور دجال کا انکار کرنا کیسا

سوال: ایک رسالہ میں پڑھا کہ امام مہدی رحمہ اللہ کی آمد اور دجال کے خروج کی بنیاد روایات اور تشابہات پر مبنی ہے، جو کہ قرآن کے خلاف ہے اور عقیدہ میں صرف قرآن حجت ہوتا ہے، اسکی وضاحت فرمادیں؟ (سائل: ابو ھریرہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

دجال کا قرب قیامت ظاہر ہونا اور امام مہدی رحمۃ اللہ علیہ کا تشریف لانا عقائد اہل سنت میں سے ہے، جسکا منکر گمراہ ہے اور یہ عقیدہ احادیث متواترہ سے ثابت ہے، اور احادیث متواترہ سے عقائد ثابت ہوتے ہیں۔

العقیدۃ الطحطاویہ میں ہے: " ونؤمن بخروج الدجال۔۔" (شرح العقیدۃ الطحطاویہ، متن الطحطاویہ، صفحہ 64، مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ)

کتاب التذکرہ میں ہے: "الایمان بالدجال وخروجه حق وهذا مذهب اهل السنة۔" (کتاب التذکرہ، باحوال الموتی وامور الآخرۃ، صفحہ 1282، مطبوعہ دار المنہاج)

النبراس میں ہے: "قد تواترت الاحادیث فی خروجه الدجال۔" (النبراس علی شرح العقائد، اخبار الدجال، صفحہ 585، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

النبراس علی شرح العقائد میں ہے: "تواترت الاحادیث فی خروج المهدی۔" (النبراس علی شرح العقائد، ذکر المھدی، صفحہ 524، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

نظم المتناثر من الاحادیث المتواتر میں ہے: " والحاصل ان الاحادیث الواردة فی المهدی المنتظر متواترة وكذا الواردة فی الدجال وفی نزول سیدنا عیسی بن مریم علیه السلام۔" (نظم المتناثر من الاحادیث المتواتر، کتاب اشراط الساعۃ، نزول سیدنا عیسی، صفحہ 230، مطبوعہ دار الکتب السلفیہ)

رسالۃ الی اهل الثغر میں ہے: "وكذالك ما روى من خبر الدجال ونزول عيسى ابن مريم وقتله الدجال وغير ذالك من سائر الآيات التى تواترت الرواية بين يدى الساعة۔" (رسالۃ الی اھل الثغر، الاجماع الثانی والاربعون، صفحہ 166، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

تیسیر مصطلح الحدیث میں ہے: "المتواتر يفيد العلم الضروری ای اليقينی۔" (تیسیر مصطلح الحدیث، الباب الاول، صفحہ 14، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

22 شعبان المعظم 1446ھ/21 فروری 2025ء

بابے تے شے ای کوئی نئی یہ کہنا کیسا

سوال: اللہ جیسا ہے ای کوئی نئی بزرگ تے شے ای کوئی نئی یہ وڈیو سوشل میڈیا پر دیکھی ہے، اسکے متعلق رہنمائی کریں؟

(سائل: نعمان علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دور حاضر کا فتنہ، فرقہ جہلمیہ کا بانی، مرزا جہلمی اور اسکے پیروکار یہ جملہ بولتے ہوئے نظر آتے ہیں "بابے تے شے ای کوئی نئی" اور یہ آگے بڑھ کر یہ بھی کہتے ہیں "پیغمبر تے شے ای کوئی نئی" معاذ اللہ، پھر اسکی تاویل کرتے ہیں کہ اللہ کے مقابلے میں بزرگ کوئی چیز نہیں، حالانکہ بزرگان دین تو اللہ تعالیٰ کے مقابل ہی نہیں، وہ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہیں، یہ خود انکا اللہ تعالیٰ سے تقابل کرتے ہیں اور بزرگان دین ہدایت کے امام ہیں، ان کے متعلق یہ جملے بولنا بے ادبی اور اسلامی تعلیمات خلاف ہے، کیونکہ حدیث کے مطابق اولیاء اللہ سے دشمنی رکھنے والوں سے اللہ تعالیٰ کا اعلان جنگ ہے، اور حدیث پاک میں ائمہ مسلمین کی خیر خواہی کو دین کہا گیا ہے، جبکہ یہ فرقہ ان احادیث کی مخالفت میں یہ نعرہ لگاتا ہوا نظر آتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے: "ان اللہ قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب" ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، تحقیق میرا اس سے اعلان جنگ ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، جلد 2، صفحہ 1819، ناشر الطاف اینڈ سنز)

اس حدیث کے تحت عمدۃ القاری میں ہے: "لانہ یقتضی الزجر عن معاداۃ الاولیاء المستلزم لموالاتھم وموالاۃ جمیع الاولیاء لایتاتی الا بغایۃ التواضع۔"

(عمدۃ القاری، کتاب الرقاق، باب التواضع، جلد 23، صفحہ 136، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

صحیح مسلم میں ہے: "الدین النصیحۃ قلنا لمن قال للہ ولکتابہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین وعامتھم" ترجمہ: دین خیر خواہی کا نام ہے ہم نے عرض کیا کس کی (خیر خواہی) آپ نے فرمایا اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے ائمہ اور عام مسلمانوں کی۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الدین نصیحۃ، جلد 1، صفحہ 80، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

اسکے تحت شرح صحیح مسلم للنووی میں ہے: "وقد یتناول ذلک علی الائمۃ الذین ھم علماء الدین وان من نصیحتھم قبول ما رووہ وتقلیدھم فی الاحکام واحسان الظن بھم۔"

(صحیح مسلم مع شرح للنووی، کتاب الایمان، باب بیان الدین نصیحۃ، جلد 1، صفحہ 80، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

23 شعبان المعظم 1446ھ/22 فروری 2025ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

پیر میں کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے

سوال: اگر کسی کا مرید ہونا ہو تو پیر صاحب میں کون کون سی شرائط کا پایا جانا ضروری ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پیر میں درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ (1) اسکا سلسلہ بیعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک ملا ہوا ہو۔ (2) صحیح العقیدہ سنی ہو۔ (3) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ (4) اعلانیہ گناہ نہ کرتا ہو۔ اگر کسی پیر میں ان میں شرائط میں سے ایک بھی کم ہو اسکا مرید ہونا جائز نہیں۔

فتاوی رضویہ میں ہے: "(1) شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا ہو، بیچ میں منقطع نہ ہو۔۔۔ (2) شیخ سنی العقیدہ ہو۔۔۔ (3) عالم ہو اقول علم فقہ اسی کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہلسنت سے پورا واقف کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بدمذہب نہیں کل ہو جائے گا۔۔۔ (4) فاسق معلن نہ ہو۔"

(فتاوی رضویہ جلد 21، صفحہ 505،506، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

فتاوی رضویہ میں ہے: "پیر میں ان شرطوں میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو اس کی بیعت جائز نہیں بلکہ اگر دانستہ کر لی تو اس پر اس بیعت کا توڑنا واجب ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 21، صفحہ 568، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 جمادی الثانی 1446ھ 12 دسمبر 2024ء

عرس کا درست مطلب

سوال: بدمذہب اعتراض کرتے ہیں کہ عرس کا مطلب شادی ہے یعنی معاذاللہ بزرگ ہر سال اللہ سے شادی کر رہا ہے۔ مدلل جواب عنایت فرمائیں۔ سائل علیم خان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عرس کا مذکورہ مطلب لینا سراسر جہالت ہے، دراصل عرس کے لغوی معنی "شادی" کے ہیں، اور حدیث پاک کے مطابق نکیرین قبر میں مؤمن کو کہتے ہیں تو "عروس" یعنی اس دلہن کی طرح سوجا جسکو سوائے اسکے پیارے کے کوئی نہیں اٹھا سکتا تو لفظ "عروس" کی نسبت سے بزرگان دین کے یوم وفات کو "یوم عرس" اور انکے ایصالِ ثواب کے لئے سالانہ اجتماع کو "عُرس" کہا جاتا ہے۔

جامع ترمذی میں ہے: "فیقولان نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوسِ لَا يُوقِظُهُ إِلَّا أَحَبُّ أَهْلِهِ إِلَيْهِ"

ترجمہ: "پس نکرین (بندہ مومن) کو کہتے ہیں کہ اس دلہن کی طرح سوجا کہ جس کو اس کے گھر والوں میں سے سب سے پیارے کے سوا کوئی نہیں جگاتا۔"

(جامع ترمذی، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی عذاب القبر، جلد 1، صفحہ 472، حدیث: 1073، ناشر الطاف اینڈ سنز کراچی)

جاء الحق میں ہے: "تو چونکہ نکیرین نے ان کو عروس کہا۔ اس لئے وہ دن روز عرس کہلایا۔"

(جاء الحق، صفحہ 317، ناشر نعیمی کتب خانہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

18 ربیع الثانی 1446ء / 22 اکتوبر 2024ھ

میں سنی ہوں بریلوی نہیں کہنا کیسا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ کسی سنی شخص کا خود کو بریلوی نہ کہلوانا بلکہ کہنا کہ میں سنی ہوں یا اہلِ سنت سے ہوں بریلوی نہیں، تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

آج کے دور میں بدمذہب فرقے خود کو اہلِ سنت کہتے ہیں، اس لئے مذہبِ حق اہلِ سنت وجماعت کو ظاہر کرنے کے لئے ایسے لفظ کا ہونا ضروری ہے جو اسے تمام بدمذہب فرقوں سے جدا کرے۔ ہر دور میں ضرورت کے لحاظ سے مذہبِ حق کو ظاہر کرنے کے لئے الگ الگ الفاظ سے یاد کیا گیا ہے، جیسا کہ جب معتزلہ ظاہر ہوئے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعینِ عظام رحمہم اللہ نے معتزلہ کا رد کیا مگر امام ابو الحسن اشعری اور امام ابو منصور ماتریدی علیہما الرحمہ نے ان کا شد و مد یعنی بڑی سختی سے رد کرتے ہوئے ان کے خلاف کتابیں تحریر کیں، جس کی وجہ سے اہلِ سنت کو معتزلہ سے ممتاز کرنے کے لئے اشعری یا ماتریدی کہا گیا۔ اسی طرح موجودہ دور میں بھی اولیائے کرام و علمائے عظام نے بدمذہب فرقوں کا رد کیا مگر اعلیٰ حضرت، عظیم المرتبت، الشاہ مولانا امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے بڑی سختی سے ان کا رد کیا اور ان کے خلاف بے شمار کتابیں لکھ کر اولیاءِ کرام کے عقائد و نظریات کو عام کیا، جس کی وجہ سے مذہب حق اہلِ سنت وجماعت کو دیگر بدمذہب فرقوں سے ممتاز کرنے کے لئے بریلوی کہا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ بریلوی کوئی الگ سے فرقہ نہیں ہے بلکہ موجودہ دور میں مذہبِ حق اہلسنت وجماعت ہی کی پہچان ہے۔ اس لئے خود کو بریلوی کہنے سے وہی انکار کرے گا جو بدمذہب ہو گا یا حاسد، صلح کلی ہو گا یا پھر تفضیلی یا ان کی طرف مائل ہو گا۔

فتاوی شارح بخاری میں ہے: " آج بھی اکابر علماء اعلی حضرت قدس سرہ کی مدح کو معیارِ سنیت قرار دیتے ہیں اور ذم کو بدمذہبیت۔ "

(فتاوی شارح بخاری، کتاب العقائد، جلد 03، صفحہ 452، مطبوعہ مکتبہ برکات المدینہ)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے: " مذہب حق اہل سنت کو تمام باطل فرقوں سے ممتاز کرنے لیے "مسلک اعلی حضرت خاص وعام میں رائج ہوا۔۔۔ اس زمانہ میں مسلک اعلی حضرت کہنا ہی ضروری ہو گا اور اس سے روکنے والا بدمذہب ہو گا یا حاسد۔ (فتاوی فقیہ جلد 2، کتاب الشتی، ص 429، 430، مطبوعہ شبیر برادرز)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزیل محمد ارسلان جلالی

29 صفر المظفر 1446ھ 2024 ستمبر ء

کرامت کے منکر کا حکم

سوال: مطلقاً جو کرامت کا انکار کرے کہ کرامت ہوتی ہی نہیں، اس پر کیا حکم شرع لگے گا؟ (سائل: سجاد منگی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کرامات اولیاء حق ہیں، کثیر دلائل شرعیہ سے ثابت ہیں، جو کرامت کا انکار کرے گمراہ ہے۔
صحیح بخاری میں ہے:"ان رجلین خرجا من عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ مظلمۃ واذا نور بین ایدیھما حتی تفرقا فتفرق النور معھما" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اٹھ کر دو صحابی ایک تاریک رات میں جانے لگے تو ایک (غیبی) نور ان کے آگے آگے چل رہا تھا، پھر جب وہ جدا ہوئے تو ان کے ساتھ ساتھ وہ نور بھی الگ الگ ہو گیا۔
(صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب منقبۃ اسید بن حضیر، روایت 3805، جلد 1، صفحہ 1030، ناشر الطاف اینڈ سنز)

العقائد النسفیہ میں ہے: " علامہ نسفی فرماتے ہیں: " کرامات الاولیاء حق فتظھر الکرامۃ علی طریق نقض العادۃ للولی من قطع مسافۃ البعیدۃ فی المدۃ القلیلۃ وظھور الطعام والشراب واللباس عند الحاجۃ والمشی علی الماء والطیران فی الھواء وکلام الجماد والعجماء" ترجمہ: اولیاء کی کرامات حق ہیں، پس ولی کی کرامت خلاف عادت طریقہ پر ظاہر ہوتی ہے یعنی مسافت بعیدہ کو تھوڑی مدت میں طے کرنا، اور ضرورت کے وقت کھانے اور پانی اور لباس کا حاضر ہو جانا، اور پانی میں چلنا، اور ہوا میں اڑنا، اور بے جان چیزوں اور چوپائیوں کا کلام کرنا۔

(شرح العقائد النسفیہ، صفحہ 319، 318، 317، 316، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "کرامات اولیاء کا انکار گمراہی ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 14، صفحہ 324، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کتبہ
ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی
8 جمادی الثانی 1446ھ/10 دسمبر 2024ء

شب براءت کی فضیلت پر حدیث صحیح

سوال: شب براءت کی فضیلت پر کوئی صحیح حدیث ہے تو بتادیں، بدمذہب کہتے ہیں اس پر ساری احادیث ضعیف ہیں۔ (سائل: رخسار جٹ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شب براءت کی فضیلت کئی احادیث سے ثابت ہے، ان میں سے ایک روایت کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالی شعبان کی 15 ویں شب اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور قاتل اور کینہ رکھنے والے کے علاوہ اپنے بندوں کی مغفرت فرمادیتا ہے۔ اپنے تو اپنے اغیار بھی اس حدیث کی صحت کی گواہی دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے: " عن عبد اللہ بن عمرو ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یطلع اللہ الی خلقہ لیلۃ النصف من شعبان فیغفر لعبادہ الا لاثنین مشاحن وقاتل نفس" ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی شعبان کی 15 ویں رات اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے، پھر اپنے بندوں کی مغفرت فرمادیتا ہے، سوائے دو کے (1) کینہ رکھنے والا (2) کسی جان کو (ناحق) قتل کرنے والا۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو، روایت 6642، جلد 5، صفحہ 98، مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ)

اسکے تحت احمد محمد شاکر (غیر مقلد) نے لکھا "اسنادہ صحیح "ترجمہ: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند عبداللہ بن عمرو، روایت 6642، جلد 5، صفحہ 98، مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ)

اس روایت کے تحت اسلام 360 ایپ میں ہے: درجہ: صحیح | درجہ کا حوالہ صحیح۔

(۔مسند احمد بن حنبل، اسلام 360 ایپ، تحت روایت 6642)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

16 شعبان المعظم 1446ھ/15 فروری 2025ء

سوال: امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت 3 شعبان ہے یا 5 شعبان؟ (سائل: محمد ذیشان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم ولادت 5 شعبان المعظم ہے۔ سیر اعلام النبلاء میں ہے: " قال الزبیر مولدہ فی خامس شعبان سنۃ اربع من الھجرۃ" ترجمہ: امام زبیر بن بکار فرماتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہجرت کے چوتھے سال پانچ شعبان میں ہوئی۔

(سیر اعلام النبلاء، جلد 5، صفحہ 165، مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ)

اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ میں ہے: " ولد الحسین لخمس خلون من شعبان سنۃ اربع من الھجرۃ"

ترجمہ: امام حسین رضی اللہ کی ہجرت کے چوتھے سال 5 شعبان کو ولادت ہوئی۔

(اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، جلد 2، صفحہ 22، مطبوعہ المکتبۃ الوحیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 شعبان المعظم 1446ھ 8 فروری 2024ء

کیا مشت زنی کرتے وقت ایمان زائل ہو جاتا ہے؟

سوال: حدیث کے مطابق جب بندہ زنا کرتا ہے تو ایمان سے نکل جاتا ہے، کیا مشت زنی کرتے وقت بھی ایمان سے نکل جاتا ہے؟ اور اسکی وعید بیان فرمادیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

احادیث کے مطابق زنا کرتے وقت بندہ مؤمن نہیں رہتا، اس سے کافر ہونا مراد نہیں، بلکہ اسکا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ زنا کو حلال سمجھ کر کرتا ہے تو ایمان سے نکل جاتا ہے یا یہ مراد ہے کہ نور ایمان چھن جاتا ہے۔ اور مشت زنی کے متعلق ایسی کوئی روایت نہیں، البتہ مشت زنی حرام ہے، کہ احادیث میں اس پر وعید وارد ہوئی ہے۔
صحیح بخاری میں ہے: "لایزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن" ترجمہ: زانی زنا کرتے وقت مومن نہیں رہتا۔

(صحیح بخاری، ابواب المظالم والقصاص، باب النھبی بغیر اذن صاحبہ، جلد 1، صفحہ 660، ناشر الطاف اینڈ سنز)

عمدۃ القاری میں ہے: "قیل اذا فعلہ مستحلا یزول عنہ الایمان ۔۔ قال البخاری ینزع عنہ نور الایمان" ترجمہ: ایک قول یہ ہے کہ جب وہ زنا کو حلال سمجھ کر کرے، تو اس سے ایمان زائل ہو جاتا ہے۔ امام بخاری نے فرمایا کہ اس سے نور ایمان چھین لیا جاتا ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب المظالم، تحت الحدیث المذکور، جلد 13، صفحہ 36، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

تفسیر خازن میں ہے: "وفیہ دلیل علی أن الاستمناء بالید حرام" ترجمہ: اور اسمیں اس بات پر دلیل ہے کہ مشت زنی حرام ہے۔

(تفسیر خازن، جلد 3، صفحہ 268، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

شعب الایمان میں ہے: "سبعة لاینظر اللہ عزوجل إلیھم یوم القیامة، الناکح یدہ" ترجمہ: سات افراد کی طرف قیامت کے دن اللہ نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا (ان میں سے ایک) اپنے ہاتھ سے نکاح (مشت زنی) کرنے والا ہے۔

(شعب الایمان، تحریم الفروج وما یجب من التعفف عنھا جلد 7، صفحہ 329، مطبوعہ مکتبۃ الرشد)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

2 جمادی الثانی 1446ھ 4 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

خودکشی کرنے والے کے لیے دعا مغفرت کا حکم

سوال: خودکشی کرنے والے کے لیے دعا مغفرت کر سکتے ہیں؟

سائل: محمد امر بشیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

خودکشی کرنا حرام ہے، کیونکہ احادیث میں اس پر وعید وارد ہوئی ہے، لیکن اگر خودکشی کو حلال نہیں سمجھتا تھا، تو اسلام سے خارج نہیں ہوگا، لہذا ایسے شخص کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی، چونکہ نماز جنازہ خود ایک دعا ہے جسطرح اسکی اجازت ہے، اسی طرح دعا مغفرت کرنا بھی جائز ہے۔

صحیح بخاری میں ہے: "من قتل نفسه بحديدة عذب بها في نار جهنم" ترجمہ: جو شخص خود کو دھار دار چیز سے قتل کر لے اسے جہنم کی آگ میں اسی (ہتھیار) سے عذاب دیا جائے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی قاتل النفس، روایت 1363، جلد 1، صفحہ 366، ناشر الطاف اینڈ سنز)

اس حدیث کے تحت عمدۃ القاری میں ہے:" اجمع الفقهاء و اهل السنة على انه من قتل نفسه انه لايخرج بذالك من الاسلام، وانه يصلى عليه واثمه عليه" ترجمہ: فقہاء اور اہل سنت نے اس بات پر اجماع کیا کہ بے شک جس نے خود کو قتل کیا وہ اس کے ساتھ اسلام سے نہیں نکلے گا اور بے شک اس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے گی اور اس کا گناہ اسی پر ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الجنائز، تحت روایت 1363، جلد 8، صفحہ 276، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

الدر المختار مع تنویر الابصار میں ہے: " (من قتل نفسه) ولو (عمدا يغسل ويصلى عليه) " ترجمہ: جس نے خود کو قتل کیا اگرچہ جان بوجھ کر ہو، اسکو غسل دیا جائے اور اس پر نماز (جنازہ) پڑھی جائے گی۔

(رد المختار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، جلد 2، صفحہ 211، مطبوعہ دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 جمادی الثانی 1446ھ/17 دسمبر 2024ء

کیا غسل کر لینے سے وضو ہو جاتا ہے

سوال: کیا غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے یا غسل کرنے کے بعد الگ سے وضو کرنا لازم ہے؟ (سائل: کلیم قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

غسل کرنے سے وضو ہو جاتا ہے، اسکے بعد وضو کرنے کی حاجت نہیں، کیونکہ وضو غسل میں داخل ہے۔

جامع ترمذی و دیگر کتب حدیث میں ہے: عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لایتوضا بعد الغسل۔۔۔ وھذا قول غیر واحد من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتابعین ان لایتوضا بعد الغسل "حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں کرتے تھے۔۔۔اور یہ قول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے صحابہ وتابعین کا ہے کہ انسان غسل کے بعد وضو نہ کرے۔

(جامع ترمذی، ابواب الطھارۃ، باب فی الوضوء بعد الغسل، روایت 107، جلد 1، روایت، صفحہ 63، ناشر الطاف اینڈ سنز)

مرآۃ المناجیح میں ہے: کیونکہ غسل سے پہلے وضو فرما لیتے تھے، وہ وضو نماز کے لیے کافی ہوتا تھا، بلکہ اگر کوئی شخص بغیر وضو کیے بھی غسل کرے اور پھر نماز پڑھ لے تو جائز ہے، کیونکہ طہارت کبری کے ضمن میں طہارت صغری بھی ہو جاتی ہے اور بڑے حدث کے ساتھ چھوٹا حدث بھی جاتا رہتا ہے۔

(مرآۃ المناجیح، باب الغسل، جلد 1، صفحہ 289، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ گجرات)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 شعبان المعظم 1446ھ/9 فروری 2025ء

غسل اور وضو میں پانی کی مقدار

سوال: مفتی صاحب غسل اور وضو کے لئے پانی کی کیا مقدار مقرر ہے؟ (سائل: عبد القادر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

غسل اور وضو میں پانی کی مقدار میں احادیث مختلف ہیں، لہذا سبھی کے لئے پانی کی ایک جیسی مقدار نہیں بلکہ اشخاص واحوال کے اعتبار سے مختلف ہے اور جن روایات میں ایک صاع (چار کلو میں 160 گرام کم/ پانچ سوا پانچ لیٹر) پانی سے غسل اور ایک مد (960 گرام/ بارہ سو اسی ملی لیٹر 1280M.L) پانی سے وضو کاذکر ہے تو وہ پانی کی ادنی (کم) مسنون مقدار کو بیان کیا گیا ہے۔

عمدۃ القاری میں ہے: "ثم اعلم ان الروایات مختلفۃ فی ھذا الباب۔۔۔ فالقلۃ والکثرۃ باعتبار الاشخاص والاحوال" ترجمہ: جن لیجیے کہ اس باب میں روایات مختلف ہیں۔۔۔ پس (پانی کی قلت و کثرت) اشخاص واحوال کے اعتبار سے ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، جلد 3، صفحہ 142، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: " وما فی ظاھر الروایۃ من ان ادنی ما یکفی فی الغسل صاع وفی الوضوء مد للحدیث المتفق علیہ (کان یتوضا بالمد ویغتسل بالصاع الی خمسۃ امداد) لیس بتقدیر لازم بل ھو بیان ادنی القدر المسنون۔۔۔ حتی ان من اسبغ بدون ذلک اجزاہ، وان لم یکفہ زاد علیہ لان طباع الناس واحوالھم مختلفۃ کذا فی البدائع" ترجمہ: اور جو ظاھر الروایہ میں ہے کہ جو ادنی مقدار غسل میں کفایت کرتی ہے وہ ایک صاع اور جو وضو میں کفایت کرتی ہے وہ ایک مد ہے متفق علیہ حدیث کی وجہ سے کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مد (پانی) سے وضو اور ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک (پانی) سے غسل فرماتے) یہ مقدار لازم نہیں بلکہ یہ ادنی مسنون مقدار کا بیان ہے۔۔۔ حتی کہ جو اس سے کم کے ساتھ (وضو یا غسل) مکمل کر لے تو وہ اسکو کفایت کر جائے گا اور جسکو یہ (وضو میں ایک مد اور غسل میں ایک صاع) کافی نہ ہو تو وہ اس پر زیادہ کرے کیونکہ لوگوں کی طبیعتیں اور ان کے احوال مختلف ہوتے ہیں ایسا ہی بدائع میں ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، مطلب فی تحریر الصاع والمد والرطل، جلد 1، صفحہ 324، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 شعبان المعظم 1446ھ 8 فروری 2024ء

دوران وضو ہوا کا خارج ہونا

سوال: دوران وضو ہوا خارج ہونے سے وضو کا کیا حکم ہے؟ (سائل: Gumnaam Sipahi)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

غیر معذور (شرعی) شخص کو وضو کے دوران وضو توڑنے والی کوئی چیز مثلاً ہوا کا خارج ہونا وغیرہ لاحق ہوئی، تو اس پر دوبارہ وضو کرنا لازم ہے، کیونکہ جب ناقض وضو چیز کامل وضو کو ختم کر دیتی ہے تو ناقص کو بدرجہ اتم ختم کر دے گی۔

کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ میں ہے: "واما شروط صحة الوضوء۔۔۔ منها أن لا يوجد من المتوضئ ماينافي الوضوء مثل أن يصدر منه ناقض للوضوء في أثناء الوضوء فلو غسل وجهه ويديه مثلا ثم أحدث فإنه يجب عليه أن يبدأ الوضوء من أوله. إلا إذا كان من أصحاب الأعذار الآتي بيانه" ترجمہ: اور بہر حال وضو کے صحیح ہونے کی شرائط۔۔۔ ان میں سے (ایک) یہ ہے کہ وضو کرنے والے سے منافی وضو چیز نہ پائی جائے، جیسا کہ اس سے دوران وضو ناقض وضو چیز کا صادر ہونا، پھر اگر وہ مثال کے طور پر وہ اپنا چہرہ اور اپنے ہاتھ دھوئے پھر بے وضو ہو جائے، تو اس پر شروع سے وضو کرنا واجب ہے، سوائے اس کے جو ان اعذار والوں میں سے ہو جنکا بیان آنے والا ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ، کتاب الطهارة، شروط الوضوء، جلد 1، صفحہ 49، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

بہار شریعت میں ہے: "درمیان وضو میں اگر ریح (ہوا) خارج ہو یا کوئی ایسی بات ہو جس سے وضو جاتا ہے تو نئے سرے سے پھر وضو کرے وہ پہلے دھلے ہوئے بے دھلے ہو گئے۔"

(بہار شریعت، وضو کا بیان، جلد 1، صفحہ 310، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

17 شعبان المعظم 1446ھ/16 فروری 2025ء

سوال: کیا زیر ناف بال صاف کرنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے؟

(سائل: محمد عمر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

زیر ناف یا بدن کے کسی بھی حصے کے بال صاف کرنے سے غسل فرض نہیں ہوتا، کیونکہ فقہاء کرام نے غسل واجب کرنے والی چیزوں میں اسکو شمار نہیں کیا، حتی کہ اگر وضو کی حالت میں بال کاٹے جائیں اور خون نکل کر نہ بہے تو دوبارہ وضو کرنا بھی ضروری نہیں، کیونکہ بال کاٹنے سے اس جگہ میں حدث سرایت نہیں کرتی، البتہ اس جگہ کو دھولینا مستحب ہے۔

الفتاوی الھندیہ میں ہے: " الفصل الثالث فی المعانی الموجبة للغسل وھی ثلاثة منھا الجنابة۔۔السبب الثانی الایلاج ۔۔ومنھا الحیض والنفاس "ترجمہ: تیسری فصل غسل کو واجب کرنے والے اسباب کے بیان میں ہے اور وہ تین ہیں ان میں سے (ایک) جنابت ہے۔۔۔ دوسرا سبب (حشفہ کا شرمگاہ میں) داخل کرنا ہے۔۔۔اور ان میں سے (تیسرا سبب) حیض و نفاس ہے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الطھارۃ، الفصل الثالث، جلد 1، صفحہ 15،14، مطبوعہ دار الفکر)

نور الایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے: " (ولا یعاد الغسل) ولو من جنابة (ولا المسح) فی الوضوء (علی موضع الشعر بعد حلقه) لعدم طرو حدث به (و) كذا (لا يعاد) الغسل بقص ظفره وشاربه لعدم طرو حدث وان استحب الغسل "ترجمہ: اور بالوں کو مونڈنے کے بعد بالوں کی جگہ پر وضو میں دھونے اور مسح کو نہیں لوٹایا جائے گا اگرچہ وہ جنابت سے ہو، اس پر حدث کے طاری نہ ہونے کی وجہ سے، یونہی ناخن اور مونچھیں کاٹنے کے بعد (اس جگہ کے) دھونے کو نہیں لوٹایا جائے گا حدث کے طاری نہ ہونے کی وجہ سے، اگرچہ (اس جگہ کو) دھولینا مستحب ہے۔

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الطھارۃ، فصل فی تمام احکام الوضوء، صفحہ 50، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حز قیل محمد ارسلان جلالی

14 رجب المرجب 1446ھ 14 جنوری 2025ء

ناپاکی کی حالت میں پاک لباس پہننا

سوال: اگر غسل فرض ہو اور غسل کیے بغیر دوسرا لباس پہن لیں تو کیا وہ بھی ناپاک ہو گا ؟ (سائل: عائشہ سلیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

غسل فرض ہونے کی حالت میں پاک لباس پہننے سے وہ ناپاک نہیں ہوگا، کیونکہ غسل فرض ہونے کی صورت میں انسان کے بدن پر صرف نجاست حکمیہ طاری ہوتی ہے یعنی انسان حکماناپاک ہوتا ہے ظاہرا نہیں، لہذا اسکا بدن جس چیز سے بھی لگے وہ ناپاک نہیں ہو گی۔

صحیح بخاری میں ہے: " عن ابی هريرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقيه فی بعض طريق المدينة وهو جنب فانخنست منه فذهب فاغتسل ثم جاء فقال این كنت يا ابا هريرة قال كنت جنبا فكرهت ان اجالسك وانا علی غير طهارة فقال سبحان الله إن المسلم لا ينجس" ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مدینہ کے کسی راستے میں انکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی اس حال میں کہ وہ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ) جنبی تھے (فرماتے ہیں) پس میں واپس چلا گیا اور غسل کیا پھر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ کہاں چلے گئے تھے؟ عرض کیا میں جنبی تھا تو میں نے ناپسند کیا کہ بغیر طہارت کے آپ کی بارگاہ میں بیٹھوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ مومن ناپاک نہیں ہوتا۔

(صحیح بخاری، کتاب الغسل، باب عرق الجنب وان المؤمن لاینجس، روایت 283، جلد 1، صفحہ 86، ناشر الطاف اینڈ سنز)

اسکے تحت عمدۃ القاری میں ہے: " الانسان لاينجب بمماسة الجنب ولا الثوب اذالبسه الجنب ولاالارض اذا افضی اليها الجنب ولا الماء اذاغمس الجنب يده فيه "ترجمہ: (محی السنۃ امام بغوی رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فرمان کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ) انسان جنبی کے چھونے کے ساتھ ناپاک نہیں ہوتا اور نہ ہی کپڑا جب جنبی اسکو پہنے اور نہ ہی زمین جب جنبی اس پر چلے اور نہ ہی پانی جب جنبی اسمیں اپنا ہاتھ ڈبوئے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الغسل، جلد 3، صفحہ 354، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

12 شعبان المعظم 1446ھ/11 فروری 2025ء

ماہواری کے دنوں میں درود ابراہیمی پڑھنا کیسا

سوال: ماہواری کے دنوں میں درود ابراہیمی پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ (سائل: عریج کنول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

ناپاکی (حیض ونفاس اور جنابت) کی حالت میں درود ابراہیمی یا کوئی اور درود پڑھنا بلکہ جملہ اذکار پڑھنا جائز ہیں، امام نووی رحمہ اللہ نے اس پر علماء کا اجماع ذکر کیا، البتہ بہتر یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے سے پہلے وضو یا کلی کر لی جائے۔

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: " (ولا باس) لحائض و جنب (بقراءة ادعية و مسها و حملها و ذكر الله تعالى و تسبيح "
ترجمہ: اور حائضہ اور جنبی کے لئے دعاؤں کے پڑھنے، انکے چھونے، اٹھانے، اللہ تعالیٰ کا ذکر اور تسبیح کرنے میں حرج نہیں۔
(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، جلد 1، صفحہ 293، مطبوعہ دار الفکر)

کتاب الاذکار میں ہے: " اجمع العلماء على جواز الذكر بالقلب واللسان للمحدث والجنب والحائض والنفساء وذالك في التسبيح والتهليل والتحميد والتكبير والصلاة على رسول الله والدعاء وغير ذالك "ترجمہ: علماء نے بے وضو، جنبی اور حیض و نفاس والی عورت کے لئے دل اور زبان کے ساتھ ذکر کے جائز ہونے اجماع کیا اور یہ تسبیح، تھلیل، تحمید، تکبیر، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے، دعا وغیرہ میں ہے۔
(کتاب الاذکار، فصل فی الامر بالاخلاص، صفحہ 12، مطبوعہ مکتبہ دار البیان)

بہار شریعت میں ہے: "قرآن مجید کے علاوہ اور تمام اذکار کلمہ شریف درود شریف وغیرہ پڑھنا بلا کراہت جائز بلکہ مستحب ہے اور ان چیزوں کو وضو یا کلی کر کے پڑھنا بہتر اور ویسے ہی پڑھ لیا جب بھی حرج نہیں اور ان کے چھونے میں بھی حرج نہیں۔"
(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 379، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 شعبان المعظم 1446ھ/9 فروری 2025ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

مخصوص ایام میں فون سے قرآن پاک پڑھنا کیسا

سوال: کیا عورتوں کے مخصوص ایام میں عورت فون پر قرآن پڑھ سکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مخصوص ایام (حیض و نفاس) میں عورت کا قرآن کی تلاوت کرنا ناجائز ہے، چاہے وہ مصحف سے دیکھ کر کرے یا موبائل سے دیکھ کر، کیونکہ احادیث میں اسکی ممانعت آئی ہے۔ ہاں اگر زبان سے پڑھے بغیر فقط دل میں موبائل سے دیکھ کر پڑھے تو حرج نہیں۔

جامع ترمذی میں ہے: "لا تقرا الحائض ولا الجنب شیئا من القرآن" ترجمہ: حائضہ اور جنبی قرآن سے کچھ نہ پڑھیں۔

(جامع ترمذی، ابواب الطھارۃ، باب ماجاء فی الجنب والحائض انھما لایقران القرآن، جلد 1، صفحہ 278، مطبوعہ البشری)

مختصر القدوری میں ہے: "لایجوز لحائض ولاجنب قراءۃ القرآن" ترجمہ: حائضہ اور جنبی کے لئے قرآن کی تلاوت جائز نہیں۔

(مختصر القدوری مع الجوھرۃ النیرہ، کتاب الطھارۃ، باب الحیض، جلد 1، صفحہ 46، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

بہار شریعت میں ہے: "حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا دیکھ کر، یا زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 379، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

29 جمادی الاول 1446ھ 1 دسمبر 2024ء

سوال: مفتی صاحب جو اس آج کل بغیر زپ کے موزے نکلے ہیں ان پر مسح ہو جائے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

چند قسم کے موزوں پر انکی شرائط کے ساتھ مسح جائز ہے۔ 1 جو مکمل چمڑے کے ہوں۔2 جنکا اوپر اور نیچے والا حصہ چمڑے کا ہو۔ 3 جنکا صرف نیچے والا حصہ چمڑے کا ہو۔ 4 جو چمڑے کی بجائے کسی موٹے کپڑے یا ریگزین وغیرہ کے ایسے موزے ہوں جن سے پانی تجاوز نا کرتا ہو، ان موزوں پر اس شرط کے ساتھ مسح جائز ہے کہ انکے ذریعے ٹخنے چھپ جائیں، ایڑی کھلی نہ ہو، پاؤں سے چپٹے ہوئے ہوں کہ انکو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب (تین میل یا اس سے زیادہ) چل پھر سکیں۔ سوال میں ذکر کردہ موزے اگر انکے مطابق ہیں، تو ان پر مسح جائز ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے: "فالمسح علی الخفین جائز عند عامۃ الفقہاء، وعامۃ الصحابۃ۔۔ وأما المسح علی الجوربین، فإن کانا مجلدین، أو منعلین، یجزیہ بلا خلاف عند أصحابنا۔۔ وإن کانا ثخینین۔۔ عند أبی یوسف ومحمد یجوز" ترجمہ: موزوں پر مسح جائز ہے عام فقہاء وصحابہ کرام کے نزدیک، اور بہر حال جرابوں پر مسح، پس اگر وہ مجلد یا منعل ہوں، تو ہمارے اصحاب کے نزدیک بلا اختلاف (ان پر مسح) اسکو کفایت کر جائے گا۔۔۔ اور اگر وہ جرابیں موٹی ہوں، تو صاحبین کے نزدیک (انکی شرائط کے ساتھ ان پر مسح) جائز ہے۔

(بدائع الصنائع، کتاب الطہارۃ، فصل فی المسح علی الخفین، جلد 1، صفحہ 141، 123، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "موزوں پر مسح جائز ہے بشرطیکہ موزے دبیز ہوں جن سے پانی تجاوز نہ کرتا ہو۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 4، صفحہ 346، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

بہار شریعت میں ہے: "مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں: 1 موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔۔۔ اگر دو ایک اُنگل کم ہو جب بھی مسح درست ہے، ایڑی نہ کھلی ہو۔ 2 پاؤں سے چپٹا ہو، کہ اس کو پہن کر آسانی کے ساتھ خوب چل پھر سکیں۔ 3 چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی اور دبیز چیز کا جیسے کرمچ وغیرہ۔"

(بہار شریعت، موزوں پر مسح کا بیان، جلد 1، صفحہ 364، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

4 جمادی الثانی 1446ھ 7 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ　　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

سوال: مفتی صاحب کیا عورت بھی وضو کے وقت مسواک کر سکتی ہے؟ (سائل: حافظ محمد تسلیم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورتوں کے لئے مسواک کرنا حضرت امی جی عائشۃ الصدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا کی سنت ہے، لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں، کیونکہ عورتوں کے مسوڑھے اور دانت مردوں کی بنسبت کمزور ہوتے ہیں، اس لئے مسواک پر قادر ہونے کے باوجود عورت کو مسی یعنی دنداسہ کافی ہے، اور یہ ثواب میں مسواک کے قائم مقام ہے۔

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے: "عرض: عورتوں کے لئے مسواک کیسی ہے؟ ارشاد: ان کے لئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سنت ہے لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں۔ ان کے دانت اور مسوڑھے بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتے ہیں، مسی (یعنی ایک قسم کا منجن) کافی ہے۔"

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ سوم، صفحہ 357، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

الدر المختار میں ہے: "(یقوم العلک مقامہ للمرأۃ مع القدرۃ علیہ)" ترجمہ: مصطگی عورت کے لئے مسواک کے قائم مقام ہے، مسواک پر قدرت کے باوجود۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، مطلب فی منافع السواک، جلد 1، صفحہ 253، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

اسکے تحت رد المحتار میں ہے: "ای فی الثواب إذا وجدت النیۃ، وذلک ان المواظبۃ علیہ تضعف اسنانها فیستحب لها فعلہ" ترجمہ: (مصطگی مسواک کے قائم مقام ہے) یعنی ثواب میں جب نیت پائی جائے اور یہ اس لئے کہ مسواک پر ہمیشگی اس کے دانتوں کو کمزور کر دے گی، پس عورت کے لیے اس (مصطگی) کا کرنا مستحب ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الطھارۃ، مطلب فی منافع السواک، جلد 1، صفحہ 253، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 جمادی الثانی 1446ھ 11 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

طوطے کی بیٹ پاک ہے یا ناپاک؟

سوال: طوطے کی نجاست پاک ہوتی ہے یا ناپاک؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

طوطے کی بیٹ پاک ہے، کہ اونچا اڑنے والے حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہوتی ہے۔

کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ میں ہے: "ویحل من الطیر أکل العصافیر بأنواعھا۔۔ والببغاء" ترجمہ: پرندوں میں سے چڑیوں کا اسکی اقسام کے ساتھ کھانا۔۔ اور طوطے (کا کھانا) حلال ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ، کتاب الحظر والإباحۃ، مایمنع اکلہ وما یباح، جلد2، صفحہ 6، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

فتاوی نوریہ میں ہے: "طوطا قواعد و ضوابط شریعت پاک کی رو سے بلاشبہ حلال ہے۔"

(فتاوی نوریہ، جلد 3، صفحہ 417، ناشر شعبہ تصنیف و تالیف دار العلوم حنفیہ فریدیہ)

بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع میں ہے: "وما یذرق فی الھواء نوعان ایضا: ما یؤکل لحمہ کالحمام۔۔ وخرؤھا طاھر عندنا" ترجمہ: اور جو پرندے ہوا میں بیٹ کرتے ہیں انکی بھی دو قسمیں ہیں: (ان میں سے ایک) وہ ہیں جنکا گوشت کھایا جاتا ہے، جیسا کہ کبوتر اور چڑیا۔۔۔ اور انکی بیٹ ہمارے نزدیک پاک ہے۔

(بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب الطھارۃ، جلد 1، صفحہ 366، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

8 جمادی الثانی 1446ھ/10 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

مرغی کا پوٹا حلال ہے یا حرام

سوال: کیا مرغی کا پوٹا کھانا جائز ہے؟ (سائل: ارسلان عباس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

پوٹے سے جھلی اتارلی جاتی ہے جس کی وجہ سے جو گندگی کا معاملہ تھا وہ ختم ہو گیا، لہذا مرغی کا پوٹا کھانا جائز ہے، کہ حلال جانور کے جو اجزاء حرام، ممنوع یا مکروہ ہیں، ان میں پوٹا داخل نہیں۔

فتاوی رضویہ میں ہے: "حلال جانور کے سب اجزا حلال ہیں مگر بعض کہ حرام یا ممنوع یا مکروہ ہیں 1 رگوں کا خون 2 پِتّا 3 پُھکنا (یعنی مَثانہ) 5،4 علاماتِ مادہ و نَر 6 بَیضے (یعنی کپورے) 7 غُدود 8 حرام مَغز 9 گردن کے دو پٹھے کہ شانوں تک کھنچے ہوتے ہیں 10 جگر (یعنی کلیجی) کا خون 11 تِلی کا خون 12 گوشْت کا خون کہ بعدِ ذَبْح گوشْت میں سے نکلتا ہے 13 دل کا خون 14 پِت یعنی وہ زَرد پانی کہ پِتّے میں ہوتا ہے 15 ناک کی رَطُوبت کہ بَھیڑ میں اکثر ہوتی ہے 16 پاخانے کا مقام 17 اَوجھڑی 18 آنتیں 19 نطفہ 20 وہ نُطفہ کہ خون ہو گیا 21 وہ (نُطفہ) کہ گوشْت کا لوتھڑا ہو گیا 22 وہ کہ (نُطفہ) پورا جانور بن گیا اور مردہ نکلا یا بے ذَبْح مر گیا۔" (فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 241،240، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 جمادی الثانی 1446ھ/11 دسمبر 2024ء

سوال: کوے کا جوٹھا پاک ہے یا ناپاک؟ (سائل: حافظ نصر اللہ کلادی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کوے کے جھوٹے کی تین صورتیں ہیں (1) عمومی حکم یہی ہے کہ کوے کا جوٹھا مکروہ تنزیہی ہے، کیونکہ یہ مردا کھاتا ہے اور نجاست میں چونچ مارتا رہتا ہے۔ (2) اگر کوے کی چونچ کے پاک ہونے کا یقین ہو تو اسکا جھوٹا پاک ہے۔ (3) چونچ کا ناپاک ہونا یقینی ہو تو اسکا جھوٹا ناپاک ہے۔

الدر المختار میں ہے: "وسؤر ھرۃ و(دجاجۃ مخلاۃ وسباع طیر)لم یعلم ربھا طھارۃ منقارھا ۔۔ طاھر(مکروہ)تنزیھا فی الاصح اذاوجد غیرہ والالم یکرہ اصلا" ترجمہ: اور بلی اور کھلی مرغی اور پرندوں کے درندوں کا جوٹھا، جن کے بارے میں مالک کو معلوم نہیں کہ ان کی چونچ پاک ہے۔۔ اصح قول کے مطابق مکروہ تنزیہی ہے یہ اس وقت ہے جبکہ دوسرا پانی موجود ہو ورنہ کراہت بھی نہ ہو گی۔

(الدر المختار شرح تنویر الابصار، کتاب الطھارۃ، فصل فی البئر، جلد 1، صفحہ 35،36، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

نور الایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے: "(و) سؤر (سباع الطیر کالصقر والشاھین والحدأۃ) والرخم والغراب مکروہ لأنھا تخالط المیتات والنجاسات فأشبھت الدجاجۃ المخلاۃ حتی لو تیقن أنہ لا نجاسۃ علی منقارھا لا یکرہ سؤرھا" ترجمہ: گوشت خور پرندوں جیسے شکرا، شاہین، چیل، گدھ اور کوے کا جھوٹا مکروہ (تنزیہی) ہے، اس لئے کہ یہ مردار اور نجاستوں میں منہ ڈالتے ہیں، تو یہ کھلی پھرنے والی مرغی کے مشابہ ہو گئے حتی کہ اگر یقین ہو کہ ان کی چونچ پر نجاست نہیں، تو ان کا جھوٹا مکروہ نہیں۔

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الطھارۃ، فصل فی بیان احکام السؤر، صفحہ 42، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "چیل، کوے اور ان کے امثال جانوروں کا جوٹھا بھی مکروہ ہے جو نجاست سے پرہیز نہیں کرتے جبکہ نہ بالفعل نجاست معلوم ہو۔۔نہ طہارت معلوم ہو۔

(فتاوی رضویہ، جلد 2 صفحہ 279، مسئلہ 40، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

18 جمادی الثانی 1446ھ 21 دسمبر 2024ء

سوال: یہ جو فقہی مسئلہ ہے کہ زمین خشک ہو کر پاک ہو جاتی ہے تو کیا اگر پکے فرش پر نجاست لگے تو وہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا؟

(سائل: کلیم قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جی ہاں! اگر فرش پر نجاست لگے اور وہ خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو وہ بھی زمین کی طرح پاک ہے اور اس پر نماز پڑھنا جائز ہے، البتہ اس سے تیمم نہیں کر سکتے، کیونکہ زمین سے جو چیز قرار پکڑی ہوئی ہو اسکا حکم بھی زمین والا ہے۔

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: "وان اصابت الارض نجاسة فجفت بالشمس وذهب اثرها جازت الصلاة عليها ولايجوز التيمم منها۔۔ لما روى ابن ابی شيبة عن ابی قلابة انه قال ذكاة الارض يبسها" ترجمہ: اور اگر زمین پر نجاست لگے اور وہ دھوپ کی وجہ سے خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر ختم ہو جائے تو اس پر نماز جائز ہے اور اس سے تیمم کرنا جائز نہیں۔۔۔اس حدیث کی وجہ سے جسکو امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا: زمین کی پاکیزگی اسکا خشک ہونا ہے ۔

(غنية المتملی فی شرح منية المصلی، شرائط الصلاة، الشرط الاول: الطهارة من الحدث، حكم الارض تصيبها النجاسة، جلد 1، صفحہ 159، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

بہار شریعت میں ہے: "ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر یعنی رنگ و بو جاتا رہے پاک ہو گئی، خواہ وہ ہوا سے سوکھی ہو یا دھوپ یا آگ سے مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں نماز اس پر پڑھ سکتے ہیں۔۔۔ درخت اور گھاس اور دیوار اور ایسی اینٹ جو زمین میں جڑی ہو، یہ سب خشک ہونے سے پاک ہو گئے۔۔۔ اگر پتھر ایسا ہو جو زمین سے جدا نہ ہو سکے تو خشک ہونے سے پاک ہے ورنہ دھونے کی ضرورت ہے۔"

(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 401، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 شعبان المعظم 1446ھ/9 فروری 2025ء

سوال: کیا ٹی وی یا موبائل پر ڈرامہ یا کچھ اور دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟ (سائل: محمد علی قادری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ڈارمے، فلمیں وغیرہ دیکھنا گناہ ہے، لیکن اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ وضو توڑنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے، البتہ اسکے بعد وضو کرلینا مستحب ہے، کیونکہ ہر گناہ کے بعد وضو کرلینا بہتر ہے، اور وضو صغیرہ گناہوں کو مٹادیتا ہے۔

نور الایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے: "(الوضوء علی ثلاثۃ اقسام۔۔۔والثالث مندوب۔۔۔ و) بعد (کل خطیئۃ) لان الوضوء یکفر الذنوب الصغائر" ترجمہ: وضو تین اقسام پر ہے۔۔۔اور تیسری قسم (جن چیزوں کی وجہ سے وضو کرنا) مستحب ہے۔۔۔اور (ان میں سے آٹھویں چیز) ہر خطا کے بعد (وضو کرنا مستحب ہے) کیونکہ وضو صغیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (نور الایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الطھارۃ، فصل فی اوصاف الوضوء، صفحہ 59،60، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

23 شعبان المعظم 1446ھ/22 فروری 2025ء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اذان دینا

سوال: نبی کریم صلی اللہ نے کبھی اذان کیوں نہیں دی تفصیلا حوالہ کے ساتھ بیان کریں۔ (سائل: علی عطاری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب الھم ھدایۃ الحق والصواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ کا مطلقاً اذان دینا تو کئی احادیث میں مذکور ہے، البتہ نماز کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان دینے میں اختلاف ہے۔ بعض ائمہ کرام اذان نہ دینے کے قائل ہیں، اور بعض نے توقف کیا، جبکہ امام نووی، امام ابن حجر مکی، صاحب در مختار، اعلی حضرت رحمھم اللہ وغیرھم اذان دینے کے قائل ہیں اور انکے موقف کو نص مفسر تقویت دیتی ہے جسکے مقابلہ میں تاویل کی گنجائش نہیں۔

جامع ترمذی میں ہے: " فاذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی راحلتہ" ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری پر اذان دی۔ (جامع الترمذی، ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی الصلاۃ علی الدابۃ فی الطین والمطر، روایت 411، جلد 1، صفحہ 209، ناشر الطاف اینڈ سنز)

در مختار میں ہے: " وفی (الضیاء) انہ علیہ الصلاۃ والسلام اذن فی سفر بنفسہ" ترجمہ: اور الضیاء میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں خود اذان دی۔ اسکے تحت رد المحتار میں ہے: " وجزم بہ النووی وقواہ ا" ترجمہ: اور امام نووی نے اس پر اعتماد کیا اور اسکو قوی قرار دیا۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، مطلب ھل باشر النبی الاذان بنفسہ، جلد 2، صفحہ 88، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اقول: عنقریب صفات نماز کے تحت ذکر تشہد میں تحفہ امام ابن حجر مکی سے آرہا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے سفر میں ایک دفعہ اذان دی تھی اور کلمات شہادت یوں کہے اشھد انّی رسول اللہ اور ابن حجر نے اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ نص مفسر ہے جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں اور اس سے امام نووی رحمہ اللہ کے قول کی اور تقویت ملتی ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 5، صفحہ 376، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

15 رجب المرجب 1446ھ 15 جنوری 2025ء

جنبی کا اذان دینا کیسا

سوال: کیا غسل فرض ہونے کی صورت میں اذان دے سکتے ہیں؟ **(سائل: ملک سلطان)**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

غسل فرض ہونے کی صورت میں دی گئی اذان مکروہ تحریمی ہے جسکا اعادہ کرنا مستحب ہے۔

مختصر القدوری مع الجوہرۃ النیرہ میں ہے: " (ولایؤذن وھو جنب) فان اذن اعید اذانہ " ترجمہ: اور وہ جنبی ہونے کی حالت میں اذان نہ دے پھر اگر اس نے (حالت جنابت میں) اذان دی تو اسکی اذان کا اعادہ کیا جائے گا۔

(مختصر القدوری مع الجوہرۃ النیرہ، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، صفحہ 69، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

رد المحتار مع الدر المختار میں ہے: "وظاھر أن الکراھۃ تحریمیۃ۔۔ (ویعاد أذان جنب) ندبا۔ ترجمہ: اور اسکا ظاہر یہ ہے کہ کراہت تحریمی ہے اور جنبی کی اذان کو استحباب کے طور پر لوٹایا جائے گا۔

(رد المحتار علی الدر المختار، باب الاذان، فائدۃ التسلیم بعد الاذان، جلد 1، صفحہ 392،393، مطبوعہ دار الفکر)

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: " ویکرہ ان یؤذن جنبا۔۔ وفی الجامع الصغیر۔۔ والجنب احب الی ان یعید وان لم یعد اجزأہ" ترجمہ: اور جنبی کا اذان دینا مکروہ ہے اور جامع صغیر میں ہے اور (امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں) مجھے زیادہ پسند ہے کہ جنبی (پاک ہو کر) اذان کو لوٹائے اور اگر وہ نہ لوٹائے تو یہ (سابقہ اذان) اسکو کفایت کر جائے گی۔

(غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی، فصل فی السنن، حکم الاذان، جلد 2، صفحہ 144، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

15 رجب المرجب 1446ھ 15 جنوری 2025ء

وقت داخل ہونے سے پہلے اذان کا حکم

سوال: ایک امام صاحب نے وقت داخل ہونے سے پہلے اذان دی اسکے متعلق کیا حکم ہے؟ (سائل: آصف علی دایو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اسکے لیے اذان دینا جائز نہیں، کیونکہ اذان کا مقصد نماز کے وقت کی خبر دینا ہے اور جب نماز کا وقت داخل ہی نہیں ہوا تو اسکی اطلاع دینا دھوکا ہے، لہذا ایسی اذان کا وقت کے اندر اعادہ کیا جائے گا۔

شرح معانی الآثار میں ہے: " لاینبغی ان یؤذن للفجر ایضا الا بعد دخول وقتھا کما لایؤذن لسائر الصلوات الا بعد دخول وقتھا" ترجمہ: فجر کے لیے بھی اذان دینا جائز نہیں مگر اس کا وقت داخل ہونے کے بعد جس طرح کہ تمام نمازوں کے لیے اذان نہیں دی جاتی مگر ان کا وقت داخل ہونے کے بعد۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب التاذین للفجر ای وقت ھو، جلد 1، صفحہ 158، مطبوعہ المکتبۃ البشری)

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: "ولایجوز الاذان لصلاۃ قبل دخول وقتھا لانہ غرور" ترجمہ: اور کسی نماز کے لیے اسکا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان دینا جائز نہیں، کیونکہ یہ دھوکا ہے۔

(غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی، سنن الصلاۃ، فصل فی السنن، مقدار الفصل فی المغرب بین الاذان والاقامۃ، جلد 2، صفحہ 146، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: " انہ دلیل لنا فی اعادۃ الاذان الواقع قبل الوقت" ترجمہ: بے شک یہ (مذکورہ روایت) ہماری دلیل ہے وقت سے پہلے واقع ہونے والی اذان کے اعادہ میں۔

(غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی، سنن الصلاۃ، فصل فی السنن، مقدار الفصل فی المغرب بین الاذان والاقامۃ، جلد 2، صفحہ 147، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

17 شعبان المعظم 1446ھ/16 فروری 2025ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا کیسا

سوال: نماز کی پہلی رکعت کے بعد ہر رکعت کے شروع میں اور سورۃ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

امام اور تنہاء نماز پڑھنے والے کے لئے ہر رکعت کے شروع میں "بسم اللہ" پڑھنا مسنون ہے، اور سورہ فاتحہ کے بعد اگر سورت شروع سے پڑھنی ہے تو مستحسن ہے۔ اور مقتدی قرائت نا کرنے وجہ سے "بسم اللہ" بھی نہیں پڑھے گا۔

در مختار مع تنویر الابصار میں ہے: "(وسمی) غیر المؤتم بلفظ البسملۃ (سرا فی) اول (کل رکعۃ)۔" ترجمہ: اور وہ (امام و منفرد) لفظ "بسم اللہ" کے ساتھ ہر رکعت کے شروع میں تسمیہ آہستہ پڑھے گا، مقتدی نہیں۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوۃ، مطلب قراءۃ البسملۃ، جلد 2، صفحہ 234، مطبوعہ رحمانیہ)

رد المحتار میں ہے: "ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ المقروءۃ سرا کان اوجھرا کان حسنا عند ابی حنیفۃ" ترجمہ: اگر وہ سری یا جھری نماز میں سورہ فاتحہ اور پڑھی جانے والی سورت کے درمیان تسمیہ پڑھے تو یہ مستحسن ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوۃ، مطلب قراءۃ البسملۃ، جلد 2، صفحہ 235، مطبوعہ رحمانیہ)

بہار شریعت میں ہے: "تسمیہ ہر رکعت کے اوّل میں مسنون ہے۔ فاتحہ کے بعد اگر اوّل سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بسم للہ پڑھنا مستحسن ہے قراءت خواہ سری ہو یا جہری مگر بسم للہ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔۔ مقتدی پر قراءت نہیں، لہذا تعوذ و تسمیہ بھی ان کے لیے مسنون نہیں۔"

(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 523، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

26 جمادی الاول 1446ھ 28 نومبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

سوال: مفتی صاحب کیا نماز کی کسی ایک رکعت میں صرف آیۃ الکرسی پڑھ سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت سورۃ کے قائم مقام ہے، جسکے پڑھنے سے واجب ادا ہو جاتا ہے اور آیۃ الکرسی بڑی آیت ہے کیونکہ بڑی آیت کی مقدار امام احمد رضا خان رحمہ اللہ نے پچیس حروف بتائی ہے اور یہی مناسب ہے (اس سے واجب ادا ہو جاتا ہے) لیکن بہتر یہی ہے کہ رد المحتار کے مطابق تیس حروف والی آیات پڑھی جائیں اور آیۃ الکرسی میں تیس سے زائد حروف ہیں۔

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: "وثلاث آیات قصار تقوم مقام السورۃ وکذا الآیۃ الطویلۃ ۔۔ لو قرا آیۃ طویلۃ کآیۃ الکرسی ۔۔" ترجمہ: 'اور تین چھوٹی آیات سورت کے قائم مقام ہیں اور ایسے ہی ایک بڑی آیت ۔۔ اگر وہ بڑی آیت پڑھے جیسا کہ آیۃ الکرسی ۔،،

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلوۃ، مطلب کل صلوۃ ادیت مع کراھۃ تحریم تجب اعادتھا، جلد 2، صفحہ 186، مطبوعہ رشیدیہ)

جد الممتار میں ہے: "فاذن ینبغی ادارۃ الحکم علی خمسۃ وعشرین حرفا سواء اریدت المقرؤات کما ھو الالیق او المکتوبات" ترجمہ: "پس اس وقت پچیس حروف پر حکم کا مدار ہونا مناسب ہے برابر ہے پڑھے جانے والے حروف کا ارادہ کیا گیا ہو جیسا کہ یہی زیادہ مناسب ہے یا لکھے جانے والے حروف کا ۔،،

(جد الممتار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 153، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "یوں سولھویں رکعت میں یہ دونوں آیتیں واقع ہوں گی (فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ، ذَوَاتَاۤ اَفْنَانٍ) بہتر یہ ہے کہ ان کے ساتھ ایک آیت اور ملائی جائے کہ ان میں صرف ستائیس حرف ہیں اور رد المحتار میں کم از کم تیس حرف درکار بتائے ۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 6، صفحہ 349،348، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

29 جمادی الاول 1446ھ 1 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے یا ہاتھوں کو؟

سوال: سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے یا ہاتھوں کو؟ (سائل: عالیان حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

سجدے میں جاتے ہوئے پہلے گھٹنوں کو پھر ہاتھوں کو زمین رکھنا چاہیے، کہ یہ نبی کریم ﷺ کے قول و فعل سے ثابت ہے۔

شرح معانی الآثار میں ہے: "اذا سجد احدکم فلیبدأ برکبتیہ قبل یدیہ" ترجمہ: جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرے، تو چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے پہلے اپنے گھٹنوں (کو زمین پر) رکھنے کے ساتھ ابتدا کرے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب مایبدأ بوضعہ فی السجود الیدین اوالرکبتین، روایت 1587، جلد 1، صفحہ 266، مطبوعہ المکتبۃ البشری)

جامع ترمذی میں ہے: " إذا سجد یضع رکبتیہ قبل یدیہ" ترجمہ: جب وہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سجدہ کرتے، تو اپنے دونوں گھٹنے اپنے دونوں ہاتھوں سے پہلے رکھتے۔

(جامع ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی وضع الرکبتین قبل الیدین فی السجود، روایت 268، جلد 1، صفحہ 142، ناشر الطاف اینڈ سنز)

اسکے تحت امام ترمذی فرماتے ہیں: "والعمل علیہ عند اکثر اھل العلم" ترجمہ: اور اکثر اہل علم کے نزدیک اسی پر عمل ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی وضع الرکبتین قبل الیدین فی السجود، تحت روایت 268، جلد 1، صفحہ 142، ناشر الطاف اینڈ سنز)

منیۃ المصلی وغنیۃ المبتدی میں نماز کے طریقے کے بیان میں ہے: " ویضع رکبتیہ اولا ثم یدیہ" اور وہ (نمازی) اپنے گھٹنوں کو رکھے پھر اپنے ہاتھوں کو۔ (غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی، فصل فی صفۃ الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 50، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

18 جمادی الثانی 1446ھ 21 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

کیا ہر مکروہ تحریمی نماز واجب الاعادہ ہے؟

سوال: کیا جب بھی نماز مکروہ تحریمی ہو گی تو واجب الاعادہ ہو گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

عمومی حکم یہی ہے، ورنہ تو الٹا قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن نماز واجب الاعادہ نہیں۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے: "وقد قالوا كل صلاة أديت مع كراهة التحريم يجب إعادتها" ترجمہ: اور تحقیق فقہاء کرام نے فرمایا: ہر ایسی نماز جو کراہت تحریمی سے ادا کی جائے اسکا اعادہ واجب ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری، باب صفۃ الصلوۃ، آداب الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 331، ناشر: دار الکتاب الاسلامی)

بہار شریعت میں ہے: "قرآن مجید الٹا پڑھنا کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اوپر کی سورت پڑھے، یہ مکروہ تحریمی ہے۔"

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 549، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "امام نے سورتیں بے ترتیبی سے سہوا پڑھیں تو کچھ حرج نہیں قصدا پڑھیں تو گنہگار ہوا نماز میں کچھ خلل نہیں۔"

(فتاوی رضویہ جلد 6، صفحہ 237، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 جمادی الثانی 1446ھ 11 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ   وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

آن لائن

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

نماز عصر کے دوران سورج غروب ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال: مغرب کا ٹائم شروع ہونے میں صرف دو منٹ باقی تھے میں نے عصر کے فرض شروع کر دیے اور مکمل کرتے کرتے مغرب کی اذان ہو گئی تو کیا میری عصر کی نماز ہو گئی یا دوبارہ دہرانی پڑے گی۔ (سائل: مصطفی قریشی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

بلا ضرورت شرعی عصر کی نماز کو غروب آفتاب (سے تقریباً 20 منٹ قبل) تک مؤخر کرنا مکروہ ہے، کہ حدیث میں اسکو منافق کی نماز کہا گیا ہے، البتہ اگر مکروہ وقت میں عصر کی نماز ادا کی گئی حتی کہ نماز کے دوران اگر سورج بھی غروب ہو گیا تب بھی نماز ہو جائے گی، کیونکہ بعد والا وقت کامل نماز کا وقت ہے۔

صحیح مسلم میں ہے: "تلك صلاۃ المنافق يجلس يرقب الشمس حتى إذا كانت بين قرني الشيطان قام فنقرها اربعا لا يذكر الله فيها إلا قليلا" ترجمہ: یہ منافق کی نماز ہے، وہ بیٹھا ہوا سورج کو دیکھتا رہتا ہے حتی کہ جب وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان چلا جاتا ہے تو کھڑا ہو کر نماز کی چار ٹھونگیں مار دیتا ہے اور اس میں اللہ کو نہیں یاد کرتا مگر بہت کم۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب التبکیر بالعصر، روایت 1412، جلد 1، صفحہ 271، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

المحیط الرضوی میں ہے: "قال مشائخنا: التاخیر الی ھذا الوقت مکروہ فاما الاداء فغیر مکروہ لانہ مامور بہ" ترجمہ: ہمارے مشائخ نے فرمایا اس (مکروہ) وقت تک (نماز عصر) کو مؤخر کرنا مکروہ ہے بہر حال ادائیگی تو وہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ اسکو اس (ادائیگی) کا حکم دیا گیا ہے۔ (المحیط الرضوی، کتاب الصلاۃ، فصل فی الاوقات المستحبہ، جلد 1، صفحہ 197، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

عمدۃ القاری میں ہے: "فاذا غربت الشمس فی اثناء الصلاۃ لم تفسد العصر لان مابعد الغروب کامل فیتادی فیہ" ترجمہ: پس جب دوران نماز سورج غروب ہو جائے تو عصر کی نماز فاسد نہیں ہو گی، کیونکہ جو غروب آفتاب کے بعد ہے وہ کامل (وقت) ہے پس وہ نماز اس (کامل وقت) میں ادا ہو رہی ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب مواقیت الصلوۃ، باب 17، جلد 5، صفحہ 71، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

25 جمادی الثانی 1446ھ 28 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سنت غیر مؤکدہ کو ترک کرنے والے امام کا حکم

سوال: امام مسجد کے پاس ٹائم ہونے کے باوجود وہ عصر اور عشاء کی سنتیں ادا نہیں کرتا اس بارے میں فرمائیں۔

(سائل: حافظ غلام جیلانی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ظاہر یہی ہے کہ یہ سوال عصر اور عشاء کی سنت غیر مؤکدہ کے متعلق ہے، سنت غیر مؤکدہ کو چھوڑنا یا چھوڑنے کی عادت بنا لینا گناہ نہیں، لہذا مذکورہ امام کے پیچھے نماز جائز ہے، مگر شرعاً سنت غیر مؤکدہ کو پڑھنا افضل اور ترک کرنا ناپسند ہے تو امام کو ان کی ادائیگی کی کوشش کرنی چاہیے۔

فتاویٰ شامی میں ہے: ''(ترکہ لایوجب إساءۃ ولا عتابًا کترک سنۃ الزوائد) ھی السنن الغیر المؤکدۃ (لکن فعلہ أفضل).'' ترجمہ: (نماز کے) ادب کا ترک کرنا اسائت و ملامت کو واجب نہیں کرتا جیسا کہ زائد سنتوں کو ترک کرنا وہ سنت غیر مؤکدہ ہیں۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 477، مطبوعہ دار الفکر)

بہارِ شریعت میں ہے: ''سنتِ غیر موکدہ: وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعیدِ عذاب فرمائے عام ازیں کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس پر مداومت فرمائی یا نہیں، اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجبِ عتاب نہیں۔''

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 283، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

16 جمادی الاول 1446ھ 19 نومبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: مسجد میں سالوں سے دیکھ رہا ہوں کہ لوگ نماز پڑھتے وقت منہ بند کرتے ہیں ہونٹ نہیں ہلاتے۔ تو میں نے بھی ایسا کرنا شروع کر دیا منہ بند کر کے زبان سے پڑھتا ہوں کیا یہ ٹھیک ہے یا نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

صورت مسئولہ میں نماز نہ ہوئی، جتنی نمازیں اسطرح پڑھی گئیں سب کی قضا لازم ہے، کیونکہ قرائت میں تصحیح حروف اور اتنی آواز ضروری ہے کہ اگر کوئی مانع مثلا کم سننے کی بیماری اور شور و غل وغیرہ نا ہو تو اپنی آواز خود سن سکے، اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز نہ ہو گی، منہ بند کرنے اور ہونٹ نہ ہلانے کی صورت میں تو حروف کی صحیح ادائیگی ہی نہیں ہوتی۔

الفتاوی الھندیہ میں ہے: " واما حد القراءۃ فنقول تصحیح الحروف أمر لا بد منہ فان صحح الحروف بلسانہ ولم یسمع نفسہ لا یجوز" ترجمہ: اور بہر حال قرائت کی حد، تو ہم کہتے ہیں کہ تصحیح حروف اسکا ضروری امر ہے، پس اگر وہ (نمازی) اپنی زبان کے ساتھ حروف کی تصحیح کرے اور اپنے آپکو نہ سنائے، تو نماز جائز نہیں۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الرابع فی صفۃ الصلاۃ، الفصل الاول فی فرائض الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 77، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

بہار شریعت میں ہے: " قرائت میں اتنی آواز درکار ہے کہ اگر کوئی مانع مثلاً ثقل سماعت شور غل نہ ہو تو خود سن سکے، اگر اتنی آواز بھی نہ ہو، تو نماز نہ ہو گی۔" (بہار شریعت، قرآن مجید پڑھنے کا بیان، جلد 1، صفحہ 544، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

8 جمادی الثانی 1446ھ 10 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نماز میں اندر سے کپڑا فولڈ کرنا کیسا؟

سوال: اگر کپڑا اندر کی طرف فولڈ کر لیا جائے، تو کیا نماز پھر بھی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہو گی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز میں کف ثوب (کپڑا فولڈ کرنا) مکروہ تحریمی ہے، کہ احادیث میں ممانعت ہے۔ اور یہ (کراہت تحریمی کا حکم) ہر اس صورت لئے ہے کہ جس میں خلاف معتاد کپڑا فولڈ کیا جائے، چاہے وہ اندر کی طرف ہو یا باہر کی طرف، لہذا اندر کی طرف (خلاف معتاد) کپڑا فولڈ کرنا بھی کف ثوب میں داخل ہے، اور نماز اس حالت میں ادا کرنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔

صحیح بخاری میں ہے: "امرت ان اسجد علی سبعۃ اعظم لا اکف شعرا ولا ثوبا" ترجمہ: مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا (اسطرح کہ) کپڑے اور بال نہ سمیٹوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب لا یکف ثوبہ فی الصلوۃ، روایت 816، جلد 1، صفحہ 224، ناشر الطاف اینڈ سنز)

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: "یکرہ ایضا (ان یکف ثوبہ) وھو فی الصلاۃ" ترجمہ: نمازی کا حالت نماز میں کپڑا فولڈ کرنا مکروہ ہے۔

(غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی، مکروھات الصلاۃ، فصل فیما یکرہ فعلہ فی الصلاۃ ومالا یکرہ، جلد 2، صفحہ 98، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

فتاوی خلیلیہ میں ہے: " شلوار کو اوپر اڑس لینا یا اس کے پائنچہ کو نیچے سے لوٹ لینا، یہ دونوں صورتیں کف ثوب یعنی کپڑا سمیٹنے میں داخل ہیں اور کف ثوب یعنی کپڑا سمیٹنا مکروہ اور نماز اس حالت میں ادا کرنا، مکروہ تحریمی واجب الاعادہ کہ دہرانا واجب، جبکہ اسی حالت میں پڑھ لی ہو اور اصل اس باب میں کپڑے کا خلاف معتاد استعمال ہے، یعنی اس کپڑے کے استعمال کا جو طریقہ ہے، اس کے برخلاف اس کا استعمال۔ جیسا کہ عالمگیری میں ہے۔

(فتاوی خلیلیہ، جلد 1، صفحہ 246، مطبوعہ ضیاء القرآن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

15 جمادی الثانی 1446ھ 17 دسمبر 2024ء

ترک رفع الیدین
والی حدیث ابن مسعود کی صحت پر 13 شواہد

سوال: ترک رفع الیدین والی حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث کے متعلق غیر مقلدین کہتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے۔ کن ائمہ نے اسکو صحیح کہا؟ (سائل: فرقان احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ترک رفع الیدین کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح ہے۔

1 امام ترمذی نے اسکو حسن کہا۔ (جامع ترمذی، ابواب الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 165، مطبوعہ رحمانیہ)

2 امام طحاوی نے اسکی صحت کو ذکر کیا۔ (شرح معانی الآثار، کتاب الصلاۃ، باب التکبیر للرکوع، جلد 1 صفحہ 291 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

3 امام دار قطنی نے اسکو صحیح کہا۔ (العلل، جلد 2، صفحہ 382، مطبوعہ مؤسسۃ الریان)

4 امام عینی نے اسکو صحیح کہا۔ (شرح سنن ابی داؤد، جلد 3، صفحہ 346، مطبوعہ مکتبۃ الرشد الریاض)

5 امام ابن قطان فاسی نے اسکو اقرب الی الصحۃ کہا۔ (کتاب بیان الوھم والایہام، جلد 3، صفحہ 367، مطبوعہ دار طیبہ)

6 امام زیلعی نے اسکو صحیح کہا۔ (نصب الرایہ، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلوۃ، جلد 1، صفحہ 474 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ)

7 امام نیموی نے اس حدیث پاک کو صحیح کہا۔ (آثار السنن، ابواب صفۃ الصلوۃ، صفحہ 132 مطبوعہ اسلامی کتب خانہ)

8 ابن حزم نے المحلی میں اس حدیث کو صحیح کہا۔ (المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الصلوۃ، جلد 2، صفحہ 415، تحت حدیث 2456، مطبوعہ دار المنہاج)

9 احمد محمد شاکر (غیر مقلد) نے اس حدیث کو صحیح کہا۔ (مسند احمد، جلد 3 صفحہ 220، مطبوعہ مکتبہ وحیدیہ)

10 غیر مقلدین کے امام البانی نے صحیح سنن الترمذی میں اس حدیث کو صحیح کہا۔ (صحیح سنن الترمذی جلد 1، صفحہ 157، مطبوعہ مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع)

11 غیر مقلدین کے امام البانی نے صحیح سنن النسائی میں اس حدیث کو صحیح کہا۔ (صحیح سنن النسائی، جلد 1، صفحہ 345، مطبوعہ مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع)

12 غیر مقلدین کے امام البانی نے صحیح سنن ابی داؤد میں اس حدیث کو صحیح کہا۔ (صحیح سنن ابی داؤد جلد 1 صفحہ 216، مطبوعہ مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع)

13 اسلام 360 ایپ میں اس حدیث کو صحیح کہا گیا۔ (اسلام 360 ایپ، جامع ترمذی، تحت حدیث 257)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

23 شعبان المعظم 1446ھ / 22 فروری 2025ء

ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں

سوال: کیا نماز میں پہلا سجدہ فرض اور دوسرا واجب ہے؟

(سائل: چودھری سعید)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اس پر اجماع ہے کہ نماز کی ہر رکعت میں دونوں سجدے فرض ہیں۔

امداد الفتاح شرح نور الایضاح میں ہے: "(و) یفترض (العود الی السجود) الثانی لان السجود الثانی کالاول فرض باجماع الامۃ" ترجمہ: اور دوسرے سجدے کی طرف لوٹنا فرض ہے، کیونکہ دوسرا سجدہ باجماع امت پہلے کی طرح فرض ہے۔

(امداد الفتاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلاۃ، احکام السجوف، صفحہ 259، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

بہار شریعت میں ہے: "ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔"

(بہار شریعت، نماز پڑھنے کا طریقہ، جلد 1 الف، حصہ 3، صفحہ 513، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

27 شعبان المعظم 1446ھ/25 فروری 2025ء

سوال: سجدے میں عورت اپنی کہنیاں کیسے رکھے؟ (سائل: ابو بکر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

شریعت اسلامیہ نے مرد اور عورت کی نماز میں جن چیزوں کا فرق بیان کیا ہے، ان میں سے ایک سجدہ کرنے کا طریقہ ہے، احادیث مبارکہ میں عورت کے سجدہ کا ایسا طریقہ بیان کیا گیا ہے جس میں عورت کی حیا کی زیادہ حفاظت ہے۔ عورت سجدے میں اپنی کہنیاں زمین پر بچھائے گی، پیٹ کو رانوں اور بازوؤں کو پہلوؤں کے ساتھ ملائے گی اور خوب سمٹ کر سجدہ کرے گی، کیونکہ یہ (طریقہ) اسکے لیے زیادہ باپردہ ہے۔

السنن الکبری للبیہقی میں ہے: " قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔۔۔ اذا سجدت الصقت بطنھا فی فخذیھا کاستر مایکون لھا۔"

السنن الکبری للبیہقی میں ہے: "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأۃ لیست فی ذالک کالرجل۔"

السنن الکبری للبیہقی میں ہے: "عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یامر الرجال ان یتجافوا فی سجودھم ویامر النساء ینخفضن فی سجودھن۔"

(مذکورہ تینوں احادیث مرفوعہ کا حوالہ: السنن الکبری للبیہقی، کتاب الصلاۃ، باب مایستحب للمرأۃ، من ترک التجافی فی الرکوع والسجود، جلد2، صفحہ 451،452، مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ)

المصنف لابن ابی شیبہ میں ہے: "عن علی قال اذا سجدت المرأۃ فلتحتفر ولتضم فخذیھا۔"

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الصلاۃ، باب المرأۃ کیف تکون فی سجودھا، جلد2، صفحہ 504، مطبوعہ دار المنہاج)

بدائع الصنائع میں ہے: "فاما المرأۃ فینبغی ان تفترش ذراعیھا وتنخفض ولا تنتصب کانتصاب الرجل وتلزق بطنھا بفخذیھا لان ذلک استر لھا۔"

(بدائع الصنائع، کتاب الصلاۃ، فصل فی سنن الصلاۃ، جلد2، صفحہ 62، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے: "فتضم عضدیھا لجنبیھا۔"

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل فی کیفیۃ ترکیب افعال الصلاۃ، صفحہ 152، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

26 شعبان المعظم 1446ھ/24 فروری 2025ء

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

نماز عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا کیسا

سوال: عصر کی نماز کے بعد عصر کی قضاء نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

نماز عصر کے بعد وقت مکروہ (غروب شمس سے 20 منٹ قبل) داخل ہونے سے پہلے قضا نماز (عصر ہو یا کوئی اور نماز) پڑھنا جائز ہے، نفل پڑھنے کی اجازت نہیں۔ جبکہ آخری 20 منٹ میں قضا سمیت کسی نماز کی اجازت نہیں، ہاں اس دن کی عصر پڑھ سکتے ہیں، لیکن عصر کی نماز کو اس وقت تک مؤخر کرنا مکروہ ہے، اگرچہ ادائیگی مکروہ نہیں۔

الفتاوی التاتارخانیہ میں ہے: "تسعة أوقات يجوز فيها قضاء الفائتة وسجدة التلاوة ولايجوز فيها نفل۔۔ بعد صلاة العصر قبل التغير" ترجمہ: نو اوقات ایسے ہیں جن میں فوت شدہ نمازوں کی قضا اور سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے اور ان میں نفل جائز نہیں۔۔۔ (ان میں سے ایک وقت) نماز عصر کے بعد سورج تبدیل ہونے سے پہلے (ہے)۔ (الفتاوی التاتارخانیہ، کتاب الصلوۃ، الفصل الاول فی المواقیت، جلد 2، صفحہ 17، مطبوعہ زکریا)

الفتاوی التاتارخانیہ میں ہے: "ثلاثة يكره فيها التطوع والفرض وذالك عند طلوع الشمس ووقت الزوال وعند غروب الشمس الاعصر يومه" ترجمہ: تین اوقات میں فرض اور نفل مکروہ ہیں اور یہ (کراہت) طلوع شمس اور زوال شمس اور غروب شمس کے وقت ہے، سوائے اس دن کی عصر کے۔

(الفتاوی التاتارخانیہ، کتاب الصلوۃ، الفصل الاول فی المواقیت، جلد 2، صفحہ 14، مطبوعہ زکریا)

المحیط الرضوی میں ہے: "قال مشائخنا: التاخیرالی ھذاالوقت مکروہ فاماالاداء فغیرمکروہ لانہ مامور بہ" ترجمہ: ہمارے مشائخ نے فرمایا اس (مکروہ) وقت تک (نماز عصر) کو مؤخر کرنا مکروہ ہے، بہر حال ادائیگی تو وہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ اسکو اس (ادائیگی) کا حکم دیا گیا ہے۔

(المحیط الرضوی، کتاب الصلاۃ، فصل فی الاوقات المستحبہ، جلد 1، صفحہ 197، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

29 جمادی الاول 1446ھ 1 دسمبر 2024ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نماز عصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا کیسا

سوال: عصر کی نماز کے بعد عصر کی قضاء نمازیں پڑھ سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز عصر کے بعد وقت مکروہ (غروب شمس سے 20 منٹ قبل) داخل ہونے سے پہلے قضا نماز (عصر ہو یا کوئی اور نماز) پڑھنا جائز ہے، نفل پڑھنے کی اجازت نہیں۔ جبکہ آخری 20 منٹ میں قضا سمیت کسی نماز کی اجازت نہیں، ہاں اس دن کی عصر پڑھ سکتے ہیں، لیکن عصر کی نماز کو اس وقت تک مؤخر کرنا مکروہ ہے، اگرچہ ادائیگی مکروہ نہیں۔

الفتاوی التاتارخانیہ میں ہے: "تسعة أوقات يجوز فيها قضاء الفائتة وسجدة التلاوة ولايجوز فيها نفل-- بعد صلاة العصر قبل التغير" ترجمہ: نو اوقات ایسے ہیں جن میں فوت شدہ نمازوں کی قضا اور سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے اور ان میں نفل جائز نہیں۔۔۔ (ان میں سے ایک وقت) نماز عصر کے بعد سورج تبدیل ہونے سے پہلے (ہے)۔

(الفتاوی التاتارخانیہ، کتاب الصلوۃ، الفصل الاول فی المواقیت، جلد 2، صفحہ 17، مطبوعہ زکریا)

الفتاوی التاتارخانیہ میں ہے: "ثلاثة يكره فيها التطوع والفرض وذالك عند طلوع الشمس ووقت الزوال وعند غروب الشمس الاعصر يومه" ترجمہ: تین اوقات میں فرض اور نفل مکروہ ہیں اور یہ (کراہت) طلوع شمس اور زوال شمس اور غروب شمس کے وقت ہے، سوائے اس دن کی عصر کے۔

(الفتاوی التاتارخانیہ، کتاب الصلوۃ، الفصل الاول فی المواقیت، جلد 2، صفحہ 14، مطبوعہ زکریا)

المحیط الرضوی میں ہے: "قال مشائخنا: التاخیرالی ھذاالوقت مکروہ فاماالاداء فغیرمکروہ لانہ مامور بہ" ترجمہ: ہمارے مشائخ نے فرمایا اس (مکروہ) وقت تک (نماز عصر) کو مؤخر کرنا مکروہ ہے، بہر حال ادائیگی تو وہ مکروہ نہیں ہے، کیونکہ اسکو اس (ادائیگی) کا حکم دیا گیا ہے۔

(المحیط الرضوی، کتاب الصلاۃ، فصل فی الاوقات المستحبہ، جلد 1، صفحہ 197، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

29 جمادی الاول 1446ھ 1 دسمبر 2024ء

فرائض، وتر اور سنت فجر کی قضا کا حکم

سوال : قضا نمازوں کے چار فرض پورے پڑھنے ہیں یا دو، اور فجر کی سنتیں اور عشاء کے وتر پڑھنے ہونگے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قضا نماز کے چار فرض پورے پڑھنا ضروری ہیں، البتہ شرعی سفر میں رہ جانے والے چار فرضوں کی قضا دو رکعت پڑھیں گے۔ اور اگر فجر کے فرض پڑھ لئے، سنتیں نہیں پڑھیں، تو یہ سورج طلوع ہونے کے بیس منٹ بعد ضحوۂ کبری کے وقت سے پہلے تک پڑھ سکتے ہیں۔ اور وتروں کی قضا واجب ہے۔

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: "من فاتتہ صلاۃ وھو مقیم قضاھا اربعا مقیما او مسافرا ومن فاتتہ صلاۃ فی السفر قضاھا رکعتین مسافرا او مقیما" ترجمہ: جسکی نماز مقیم ہونے کی حالت میں فوت ہو جائے، تو وہ اسکی چار رکعتیں قضا پڑھے، مقیم ہو یا مسافر اور جسکی سفر میں نماز فوت ہو جائے، تو وہ اسکی دو رکعتیں قضا پڑھے، مسافر ہو یا مقیم۔

(غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، فصل فی صلوۃ المسافر، جلد2، صفحہ 427، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "سنت فجر کہ تنہا فوت ہوئیں یعنی فرض پڑھ لئے، سنتیں رہ گئیں، ان کی قضا کرے تو بعد بلندی آفتاب پیش از نصف النہار الشرعی کرے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد5، صفحہ 366، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

الفتاوی الھندیہ میں ہے: "یجب القضاء بترکہ ناسیا او عامدا" ترجمہ: وتر کو بھول کر یا جان بوجھ کر چھوڑنے کے ساتھ قضا واجب ہے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، جلد 1، صفحہ 123، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 جمادی الثانی 1446ھ 17 دسمبر 2024ء

قصر نماز پڑھنے کا طریقہ

سوال: قصر نماز کی قضاء کیسے پڑھیں گے۔ پلیز رہنمائی فرمادیں ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جو نماز جس حالت میں فوت ہوئی، اسکی قضا بھی اسی حالت کے اعتبار سے پڑھی جائے گی، مثلا حالت اقامت میں نماز فوت ہوئی، تو چار رکعت والی نماز کی قضا چار رکعت ہے، اگرچہ سفر میں پڑھے اور اگر سفر میں قضا ہوئی تو چار رکعت والی نماز کی قضا دو رکعت ہے، اگرچہ حالت اقامت میں پڑھے۔

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: "من فاتته صلاۃ وھو مقیم قضاھا اربعا مقیما او مسافرا ومن فاتته صلاۃ فی السفر قضاھا رکعتین مسافرا او مقیما" ترجمہ: جسکی نماز مقیم ہونے کی حالت میں فوت ہو جائے، تو وہ اسکی چار رکعتیں قضا پڑھے، مقیم ہو یا مسافر اور جسکی سفر میں نماز فوت ہو جائے، تو وہ اسکی دو رکعتیں قضا پڑھے، مسافر ہو یا مقیم۔

(غنیۃ المتملی شرح منیۃ المصلی، فصل فی صلوۃ المسافر، جلد 2، صفحہ 427، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

بہار شریعت میں ہے: "جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسی ہی پڑھی جائے گی، مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے اگرچہ سفر میں پڑھے۔"

(بہار شریعت، قضا نماز کا بیان، جلد 1 (ب)، حصہ چہارم، صفحہ 703، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 جمادی الثانی 1446ھ 12 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

دعائے قنوت کا ثبوت

سوال: احناف کے نزدیک جو دعائے قنوت کے الفاظ ہیں اسکا ثبوت ارشاد فرمادیں انجینئر مرزا کا کہنا ہے کہ حنفی جو دعائے قنوت پڑھتے ہیں یہ دعا نہیں، اس نے ترمذی سے دعا بتائی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

احناف جو مشہور دعائے قنوت پڑھتے ہیں یہ کئی روایات سے ثابت ہے، لیکن اسکے علاوہ کوئی اور دعا پڑھنے میں بھی حرج نہیں لہذا بہتر یہ کہ (الھم انا نستعینک۔۔) پڑھے اور اسکے بعد ترمذی والی دعا (اللھم اھدنی۔۔) پڑھے۔

المصنف لابن ابی شیبہ میں ہے: "عن أبي عبد الرحمن، قال: علمنا ابن مسعود ان نقرأفی القنوت: اللھم إنا نستعینک۔۔ ترجمہ: ابو عبد الرحمن سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں سکھایا کہ ہم قنوت میں یہ دعا پڑھیں ءء الھم انا نستعینک،،۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الصلوۃ، فی قنوت الوتر من الدعاء، جلد 4، صفحہ 518، مطبوعہ دار المنہاج)

الفتاوی الھندیہ میں ھے: "ولیس فی القنوت دعاء مؤقت۔۔ و الأولی أن یقرأ: اللّٰھم إنا نستعینک و یقرأ بعدہ اللّٰھم اھدنا فیمن ھدیت" ترجمہ: اور قنوت میں کوئی مقرر دعا نہیں۔۔ اور بہتر یہ ہے کہ وہ ءء الھم انا نستعینک،، پڑھے اور اسکے بعد ءء الھم اھدنا فیمن ھدیت پڑھے۔

(الفتاوی الھندیہ، الباب الثامن فی صلاۃ الوتر، جلد 1، صفحہ 111، مطبوعہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

21 جمادی الاول 1446ھ 23 نومبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ　وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

وتر کی رکعات، نیت اور وقت

سوال: وتر کتنے ہیں اور وتروں کی نیت کیا ہو گی اور انکو کس نماز کے ساتھ شریک کریں گے ؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وتر ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں، اور یہ کثیر احادیث و آثار صحابہ سے ثابت ہے۔ اور تین رکعت وتر واجب کی نیت کریں گے، دل میں نیت ہونا کافی ہے، البتہ زبان سے کہ لینا مستحب ہے۔ اور وتروں کو کسی نماز کے ساتھ شریک کرنا ضروری نہیں، وتر عشاء کا وقت داخل ہونے سے لے کر طلوع صبح صادق تک ادا کیئے جاسکتے ہیں البتہ عشاء کی نماز سے پہلے وتر ادا کرنا جائز نہیں۔

المستدرک علی الصحیحین میں ہے: "عنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوتِرُ بِثَلَاثٍ لَا يُسَلِّمُ إِلَّا فِي آخِرِهِنَّ. وَهَذَا وِتْرُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَعَنْهُ أَخَذَهُ أَهْلُ الْمَدِينَةِ" ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، ان کے آخر میں ہی سلام پھیرتے تھے۔ یہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے وتر ہیں، اور اہل مدینہ نے یہ طریقہ انہی سے لیا۔

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الوتر، جلد 1 صفحہ 447، حدیث نمبر 1140، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

امیر اہلسنت سے نماز وتر کے بارے میں سوال وجواب (رسالہ) میں ہے: "تین رکعت وتر واجب کی ہی نیت کریں گے، وقتِ عشا بولنا شرط نہیں ہے۔۔ نیز دل میں نیت ہونا کافی ہے۔۔ البتہ ! زبان سے کہہ لینا مستحب ہے۔"

(امیر اہلسنت سے نماز وتر کے بارے میں سوال وجواب، صفحہ 1، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

بہار شریعت میں ہے: "وقت عشاو وتر: غروب سپیدی مذکور سے طلوع فجر تک ہے۔۔ اگرچہ عشاو وتر کا وقت ایک ہے مگر باہم ان میں ترتیب فرض ہے کہ عشا سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی، تو ہو گی ہی نہیں ۔

(بہارِ شریعت، جلد 1، صفحہ 451، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

8 جمادی الثانی 1446ھ 10 دسمبر 2024ء

سوال: وتر میں دوسری رکعت کے بعد صرف التحیات پڑھیں گے یا درود بھی؟ کچھ لوگ درود کو بھی شامل کرتے ہیں۔
(سائل: تنویر حسین نقشبندی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

وتر کے قعدہ اولی میں درود نہیں پڑھیں گے، کہ یہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر کا سبب ہے، اگر کسی نے تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ" اگر تو بھول کر کہا، تو سجدہ سہو کرے اور جان بوجھ کر کہا، تو نماز کا اعادہ کرے۔ یہی حکم فرض اور سنت مؤکدہ کا ہے۔

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: "(ولا یزید فی الفرض) ای وما الحق بہ کالوتر والسنن الرواتب" ترجمہ: (اور وہ فرض نماز میں (تشہد پر) زیادتی نہ کرے) یعنی ان (نمازوں میں بھی) جو فرض کے ساتھ لاحق ہیں مثال کے طور وتر اور سنن مؤکدہ۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، مطلب مھم: فی عقد الاصابع عند التشھد، جلد2، صفحہ 279، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

بہار شریعت میں ہے: "فرض و وتر و سنن رواتب (سنن مؤکدہ) میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ بڑھانا (واجب ہے)۔"

(بہار شریعت، نماز پڑھنے کا طریقہ، جلد1، حصہ سوم، صفحہ 518، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

بہار شریعت میں ہے: "فرض و وتر و سنن رواتب کے قعدہ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد اتنا کہہ لیا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ، یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا تو اگر سہواً ہو سجدۂ سہو کرے، عمداً ہو تو اعادہ واجب ہے۔"

(بہار شریعت، نماز پڑھنے کا طریقہ، جلد1، حصہ سوم، صفحہ 520، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

8 جمادی الثانی 1446ھ 10 دسمبر 2024ء

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

اذان کے بعد قضا نماز پڑھنا کیسا؟

سوال: کسی بھی نماز کی قضا اذان کے بعد فرض سے پہلے ادا کی جاسکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اذان کے بعد جماعت سے پہلے قضا نماز پڑھ سکتے ہیں، کیونکہ قضا کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں، مگر ان اوقات میں قضا نماز پڑھنا جائز نہیں (1) سورج طلوع ہونے سے لے کر تقریبا 20 منٹ بعد تک۔ (2) سورج غروب ہونے کے وقت سے تقریبا 20 منٹ پہلے تک۔ (3) ضحوہ کبری یعنی نصف النہار شرعی سے لے کر سورج ڈھلنے تک، ایسے ہی غیر صاحب ترتیب کے لئے عین خطبہ کے وقت بھی قضا نماز پڑھنا جائز نہیں، اور فرض نماز کا وقت تنگ ہو، تو ہر نماز مکروہ ہے۔

الفتاوی الھندیہ میں ہے: "لیس للقضاء وقت معین بل جمیع اوقات العمروقت لہ إلا ثلاثۃ، وقت طلوع الشمس، ووقت الزوال، ووقت الغروب فانہ لاتجوز الصلاۃ فی ھذہ الاوقات، کذا فی البحر الرائق" ترجمہ: قضا کا کوئی معین وقت نہیں بلکہ زندگی کے تمام اوقات اسکا وقت ہیں سوائے تین کے، یعنی طلوع شمس کا وقت، اور زوال کا وقت، اور غروب کا وقت، کیونکہ بے شک ان اوقات میں (کوئی) نماز جائز نہیں، ایسا ہی البحر الرائق میں ہے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلاۃ، الباب الحادی عشر فی قضاء الفوائت، جلد 1، صفحہ 121، الناشر: المطبعۃ الکبری الامیریۃ ببولاق مصر)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے: " قضا کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔"

(فتاوی فقیہ ملت، باب قضاء الفوائت، جلد 1، صفحہ 212، مطبوعہ شبیر برادرز)

بہار شریعت میں ہے: "عین خطبہ کے وقت۔۔۔ قضا بھی ناجائز ہے، مگر صاحب ترتیب کے لیے خطبہ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے فرض کا وقت تنگ ہو، تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر وظہر مکروہ ہے۔"

(بہار شریعت، حصہ 3، جلد 1، صفحہ 456،457، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

15 جمادی الثانی 1446ھ 17 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ   وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

لاہور سے کراچی کے سفر کے دوران نماز کا حکم

سوال: میں چار دن کے لئے لاہور سے کراچی جا رہا ہوں، میرے لئے نماز کا کیا حکم ہے؟ چار دن وہاں قیام کرنا ہے۔

(سائل: محمد بلال اسلم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

لاہور کی حدود سے نکلنے کے بعد سے لے کر لاہور واپس آنے تک آپ پر قصر نماز (چار رکعت والے فرض کی دو رکعت) پڑھنا لازم ہے، کیونکہ جب کوئی انسان شرعی مسافت (92 کلومیٹر) یا اس سے زائد کے سفر کے ارادے سے اپنے شہر کی حدود سے نکل جائے، تو وہ شرعی مسافر کہلاتا ہے اور اس پر قصر کے احکام نافذ ہوتے ہیں۔ اگر اسکا دوران سفر کسی جگہ 15 دن سے کم رکنے کا ارادہ ہو، تو وہاں بھی قصر پڑھے گا۔

فتاوی رضویہ میں ہے: اگر اپنے مقام سے ساڑھے ستاون میل (تقریباً 92 کلومیٹر) کے فاصلے پر علی الاتصال جانا ہو کہ وہیں جانا مقصود ہے بیچ میں جانا مقصود نہیں اور وہاں پندرہ دن کامل ٹھہرنے کا قصد نہ ہو، تو قصر کریں گے ورنہ پوری پڑھیں گے۔

(فتاوی رضویہ، جلد 8، صفحہ 270، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

البنایۃ میں ہے: "المقیم إذا نوی السفر ومشی أو رکب لا یصیر مسافرا ما لم یخرج عن عمران المصر" ترجمہ: مقیم جب سفر کی نیت کرے یا چلنا شروع کر دے یا سوار ہو جائے، تو وہ (شرعی) مسافر نہیں بنے گا، جب تک شہر کی آبادی سے نہ نکل جائے۔

(البنایۃ شرح الھدایۃ، باب صلاۃ المسافر، جلد 3، صفحہ 17، مطبوعہ دار الفکر)

نور الایضاح میں ہے: "ولا یزال یقصر حتی یدخل مصرہ او ینوی اقامتہ نصف شھر ببلد او قریۃ وقصر ان نوی اقل منہ" ترجمہ: مسافر (شرعی) قصر نماز ہی پڑھتا رہے گا، یہاں تک کہ اپنے شہر میں داخل ہو جائے، یا کسی شہر یا بستی میں نصف ماہ (15 دن) اپنے ٹھہرنے کی نیت کر لے۔ اور قصر (نماز) پڑھے گا اگر وہ اس (15 دن) سے کم کی نیت کرے۔

(نور الایضاح، باب صلاۃ المسافر، صفحہ 87، مطبوعہ المکتبۃ العصریہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

18 جمادی الثانی 1446ھ 21 دسمبر 2024ء

مسافر کی مقیم امام کے پیچھے نماز

سوال: کیا مسافر مقیم امام کے پیچھے قصر نماز پڑھے گا؟ (سائل: ملک عثمان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مسافر اگر مقیم امام کی وقت کے اندر اقتدا کرے، تو اس پر امام کی پیروی کی وجہ سے مکمل نماز پڑھنا لازم ہے۔

صحیح مسلم میں ہے: "فکان ابن عمر إذا صلی مع الإمام صلی اربعا، وإذا صلاھا وحدہ صلی رکعتین" ترجمہ: پس حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنھما جب (سفر میں) امام کے ساتھ نماز پڑھتے تو چار رکعات پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعات پڑھتے۔ (صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین و قصرھا، باب قصر الصلاۃ بمنی، جلد 1، صفحہ 292، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

مسند احمد بن حنبل میں ہے: " عن موسی بن سلمۃ قال کنا مع ابن عباس بمکۃ فقلت أنا إذا کنا معکم صلینا أربعا وإذا رجعنا إلی رحالنا صلینا رکعتین، قال تلک سنۃ أبی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم " ترجمہ: موسی بن سلمہ فرماتے ہیں کہ ہم مکہ میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنھما کے ساتھ تھے۔ میں نے پوچھا جب ہم تمہارے ساتھ ہوتے ہیں تو چار رکعات نماز ادا کرتے ہیں اور جب اپنی قیام گاہ کی طرف لوٹتے ہیں تو دو رکعت ادا کرتے ہیں۔ (ایسا کیوں؟) تو آپ نے فرمایا یہ ابو القاسم (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت ہے"۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عباس، روایت 1862، جلد 3، صفحہ 357، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: " اذا اقتدی المسافر بالمقیم فی الوقت صح ولزمہ الاتمام " ترجمہ: جب مسافر مقیم امام کی وقت میں اقتدا کرے تو صحیح ہے اور اس پر پوری نماز پڑھنا لازم ہے۔
(غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی، فصل فی صلاۃ المسافر، جلد 2، صفحہ 425، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــہ

ابو حز قیل محمد ارسلان جلالی

12 شعبان المعظم 1446ھ/10 فروری 2025ء

امام کا خارج نماز شخص سے لقمہ لینا

سوال: امام تراویح پڑھا رہا ہے اور ایک بندہ موبائل سے دیکھ کر قرآن سن رہا ہے وہ نماز نہیں پڑھ رہا کیا وہ لقمہ دے سکتا ہے اور امام اسکا لقمہ لے سکتا ہے؟ (سائل: بلال حسین)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز پڑھنے والے کا ایسے شخص سے لقمہ لینا جو نماز میں شریک نہیں، مفسد نماز (نماز کو فاسد کردیتا) ہے، لہذا جو شخص امام کی اقتداء میں نماز نہ پڑھ رہا ہو وہ کسی نماز (تراویح ہو یا کوئی اور نماز) میں امام کو لقمہ نہیں دے سکتا، اگر امام ایسے شخص کا لقمہ لے، تو امام کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام کی نماز کے فاسد ہونے کی وجہ سے مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی میں ہے: " وان فتح غیر المصلی علی المصلی فاخذ بفتحہ تفسد" ترجمہ: اور اگر غیر نمازی نے نمازی کو لقمہ دیا اور نمازی نے اسکا لقمہ لے لیا تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(غنیۃ المتملی فی شرح منیۃ المصلی، مفسدات الصلاۃ، فصل فیما یفسد الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 259، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: "واخذ الامام بفتح من لیس فی صلاتہ" ترجمہ: اور امام کا اس شخص سے لقمہ لینا جو اسکی نماز میں نہ ہو (مفسد نماز ہے)۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، جلد 1، صفحہ 622، مطبوعہ دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 شعبان المعظم 1446ھ/9 فروری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

حرام کمائی کے کپڑوں میں نماز کا حکم

سوال: حرام پیسوں سے خریدے گئے کپڑے پہن کر نماز پڑھنے سے کیا نماز ادا ہو جائے گی؟

(سائل: حماد مغل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حرام مال دکھا کر جو چیز بھی خریدی جائے اس میں خباثت سرائیت کر جاتی ہے اس لیے ایسے کپڑے میں نماز مکروہ تحریمی ہو گی۔

حاشیۃ الطحطاوی مع مراقي الفلاح شرح نور الایضاح میں ہے: "والثوب الحرير والمغصوب وأرض الغير تصح فيها الصلاة مع الكراهة اى التحريمية" ترجمہ: اور ریشم والے اور چھینے ہوئے کپڑوں اور غیر کی زمین میں نماز کراہت تحریمی کے ساتھ صحیح ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، صفحہ 211، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "چوری کا کپڑا پہن کر نماز پڑھنے میں اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا۔۔ مگر نماز مکروہ تحریمی ہو گی۔۔ کہ جائز کپڑے پہن کر اس کا اعادہ واجب۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 7، صفحہ 292، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

18 جمادی الثانی 1446ھ 21 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

فون کال پر آیت سجدہ سننے کا حکم

سوال: فون کال پر آیت سجدہ سنی تو اسکا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

فون کال پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، کہ یہ سماع براہ راست اور سماع اول ہے اور سجدہ سماع اول پر واجب ہوتا ہے۔

الھدایۃ میں ہے: "السجدة واجبة في هذه المواضع على التالي والسامع۔۔۔ لقوله عليه السلام السجدة على من سمعها وعلى من تلاها۔"

ترجمہ: "سجدہ ان جگہوں میں تالی اور سامع (دونوں) پر واجب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ سجدہ اس پر ہے جس نے اس (آیت سجدہ) کو سنا اور جس نے اسکی تلاوت کی۔"

(الھدایہ، کتاب الصلاۃ، باب في سجود التلاوة، جلد 1، صفحہ: 78، مطبوعہ دار احیاء التراث العربي)

فتاوی رضویہ میں ہے: "مختصر یہ ہے کہ سجدہ سماع اول پر ہے، نہ کہ معاد پر۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 23، صفحہ 452، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

18 ربیع الثانی 1446ء / 22 اکتوبر 2024ھ

داڑھی کٹوانے والے کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی کیوں

سوال: جب داڑھی امامت کی شرائط میں سے نہیں تو داڑھی کٹوانے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت کیوں نہیں؟

(سائل: علامہ احمد فیضی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

داڑھی امامت کی شرائط میں سے نہیں، لیکن ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے، اس سے کم کروانے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے، اور اسکی اصل وجہ یہ ہے کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اور حد شرع سے کم داڑھی رکھنے والا انسان فاسق ہے، اور حدیث پاک میں فاسق کی امامت سے منع کیا گیا۔

سنن ابن ماجہ میں ہے: "لا یؤمّ فاجر مؤمنا" ترجمہ: کوئی فاسق کسی مؤمن کی امامت نہ کرے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ، باب فی فرض الجمعۃ، روایت 1081، صفحہ 182، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "وہ (ایک مٹھی سے کم داڑھی رکھنے والا) فاسق معلن ہے اور اسے امام کرنا گناہ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی۔ غنیہ میں ہے: لوقدموا فاسقا یاثمون اگر لوگوں نے فاسق کو مقدم کیا تو وہ لوگ گنہگار ہوں گے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 6، صفحہ 544، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: " (ولذا کرہ امامۃ الفاسق)۔۔۔ ومفادہ کون الکراھۃ فی الفاسق تحریمیۃ"
ترجمہ: اور اسی وجہ سے فاسق کی امامت مکروہ ہے۔۔۔ اور اسکا مفاد فاسق میں کراہت کا تحریمی ہونا ہے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، کتاب الصلاۃ، فصل بیان احق الامامۃ، صفحہ 303، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

18 شعبان المعظم 1446ھ/17 فروری 2025ء

روزے میں پانی حلق میں چلا گیا

سوال: روزہ دار اگر کلی کرے اور پانی حلق سے نیچے اتر جائے اور روزہ یاد ہو تو کیا روزہ ٹوٹ جائے گا اور کیا اس صورت میں صرف قضا لازم ہو گی یا کفارہ بھی لازم ہو گا؟ (سائل: مبشر میر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

صورت مسئولہ میں صرف قضا لازم ہو گی کفارہ لازم نہیں ہو گا۔

نور الایضاح میں ہے: " باب مایفسد الصوم من غیر کفارۃ وھو سبعۃ وخمسون شیئا اذا۔۔۔ افطر خطأ بسبب ماء المضمضة الی جوفه "

ترجمہ: یہ ان چیزوں کا باب ہے جو روزے کو بغیر کفارے کے فاسد کر دیتی ہیں اور وہ 57 چیزیں ہیں جب۔۔۔ روزے دار غلطی سے کلی کا پانی اپنے پیٹ تک پہنچانے کے سبب روزہ توڑ دے (تو صرف قضا لازم ہو گی)۔

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم من غیر کفارۃ، صفحہ 328، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

الفتاوی الھندیہ میں ہے: " وان تمضمض او استنشق فدخل الماء جوفه ان کان ذاکرا لصومه فسد صومه، وعلیه القضاء وان لم یکن ذاکرا لا یفسد صومه " اور اگر روزے دار کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے پھر پانی اسکے پیٹ تک پہنچ جائے، اگر اسکو روزہ یاد ہے تو اسکا روزہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر قضا لازم ہو گی اور اگر اس کو روزہ یاد نہیں تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہو گا۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصوم، الباب الرابع فیما یفسد وما لا یفسد، جلد 1، صفحہ 202، مطبوعہ دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

11 شعبان المعظم 1446ھ/10 فروری 2025ء

فحش ویڈیو دیکھنے سے انزال ہو تو روزے کا حکم

سوال: روزے کی حالت میں فحش ویڈیوز دیکھنے سے انزال ہو تو روزے کا کیا حکم ہے۔؟ (سائل: محمد آصف اکرام عطاری)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

فحش ویڈیوز دیکھنا ناجائز و گناہ ہے اور روزے میں تو اور بھی سخت گناہ ہے، اگر ویڈیوز دیکھتے ہوئے انزال ہو گیا، تو اسکی دو صورتیں ہیں: (1) اپنے عمل دخل کے بغیر، صرف دیکھنے اور سوچنے سے انزال ہوا، اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (2) اپنے عمل دخل سے انزال ہوا مثلاً ہاتھ وغیرہ کے ذریعے، اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا لازم ہو گی، کفارہ لازم نہیں ہو گا۔

نور الایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے: "(باب فی بیان مالایفسد الصوم۔۔۔ او انزل بنظر) الی فرج امرأۃ لم یفسد (او فکر وان ادام النظر و الفکر) حتی انزل لانہ لم یوجد منہ صورۃ الجماع ولا معناہ" ترجمہ: یہ باب ان چیزوں کے بیان میں ہے جو روزے کو فاسد نہیں کرتی۔۔۔ (اگر) اسکو کسی عورت کی شرم گاہ کی طرف دیکھنے کے ساتھ انزال ہو جائے، تو روزہ فاسد نہیں ہو گا یا سوچنے کے ساتھ (انزال) ہو جائے اگرچہ دیکھنا اور سوچنا دیر تک رہے حتی کہ انزال ہو جائے (تو روزہ فاسد نہیں ہو گا) کیونکہ اس میں جماع کی صورت اور معنی موجود نہیں۔

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الصوم، باب فی بیان مالایفسد الصوم، صفحہ 329، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

نور الایضاح مع مراقی الفلاح میں ہے: "باب مایفسد الصوم من غیر کفارۃ۔۔۔ (او انزل۔۔۔ ب) عبث بالکف (او) انزل من (قبلۃ او لمس)" ترجمہ: یہ ان چیزوں کا باب ہے جو بغیر کفارہ کے روزے کو فاسد کر دیتی ہیں۔۔۔ یا اسکو انزال ہو جائے۔۔۔ ہاتھ سے کھیلنے کے ساتھ یا انزال ہو جائے بوسہ یا چھونے کے ساتھ۔

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح، کتاب الصوم، باب فی بیان مایفسد الصوم من غیر کفارۃ، صفحہ 340، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

27 شعبان المعظم 1446ھ/26 فروری 2025ء

سوال: اگر عورت رمضان المبارک کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں بیٹھ جائے پھر 3 دن بعد اسکو ماہواری آجائے تو اس صورت میں کیا کرنا ہوگا؟

(سائل: عارف حبیب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورت کو دوران اعتکاف اگر حیض (ماہواری) آجائے تو اسکا اعتکاف فاسد ہو جائے گا اور اس پر پاک ہونے کے بعد ایک دن (مغرب سے اگلے دن کی مغرب تک) کے اعتکاف کی قضا واجب ہے۔ یاد رہے اسمیں روزہ رکھنا ضروری ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے: "ولو حاضت المرأۃ فی حال الاعتکاف فسد اعتکافها لان الحیض ینافی اھلیۃ الاعتکاف لمنافاتها الصوم" اور اگر عورت حالت اعتکاف میں حیض والی ہوگئی تو اسکا اعتکاف فاسد ہو جائے گا، کیونکہ حیض اعتکاف کی اہلیت کے منافی ہے اسکے روزے کے منافی ہونے کی وجہ سے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الاعتکاف، فصل فی رکن الاعتکاف و محظوراتہ، جلد 3، صفحہ 32، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

بہار شریعت میں ہے: "اعتکاف مسنون کہ رمضان کی پچھلی دس تاریخوں تک کے لیے بیٹھا تھا، اسے توڑا تو جس دن توڑا فقط اس ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں۔"

(بہار شریعت، اعتکاف کا بیان، جلد 1 ب، صفحہ 1028، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

المصنف لابن ابی شیبہ میں ہے: "عن علی قال لا اعتکاف الا بصوم" ترجمہ: مولی علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ روزے کے بغیر اعتکاف نہیں۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب الصیام، باب من قال لا اعتکاف الا بصوم، جلد 6، صفحہ 300، مطبوعہ دار المنہاج)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: " ومقتضی ذلک ان الصوم شرط ایضا فی الاعتکاف المسنون" ترجمہ: اور اسکا مقتضی یہ ہے کہ اعتکاف مسنون میں روزہ بھی شرط ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصوم، باب الاعتکاف، جلد 3، صفحہ 496، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

17 شعبان المعظم 1446ھ/16 فروری 2025ء

سوال: گر کسی شخص پر حج فرض ہو جانے کے بعد اگر مال نہ رہا تو کیا اس سے حج ساقط ہو جائے گا؟

(سائل: محمد ندیم قریشی ملتان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

جب کوئی انسان حج کے لیے جانے پر قادر ہو، تو اس پر فوراً حج فرض ہو جاتا ہے یعنی اس پر اسی سال حج کرنا لازم ہوتا ہے اور تاخیر (صغیرہ) گناہ، جبکہ چند سال تک حج نہ کرنے کی وجہ سے انسان فاسق ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی انسان حج فرض ہونے کے بعد صاحب استطاعت نہ رہے، تو اس پر حج فرض ہی رہے گا، ساقط نہیں ہوگا، اسکو چاہیے کہ حج کی ادائیگی کی کوشش کرتا رہے، اگرچہ قرض لے کر حج کو جائے۔

در مختار مع تنویر الابصار میں ہے: "(هو۔۔۔فرض مرة على الفور) في العام الاول۔۔۔لان تاخيره صغيرة وبارتكابه مرة لايفسق الا بالاصرار۔۔۔وقالوا لو لم يحج حتى اتلف ماله وسعه ان يستقرض ويحج" ترجمہ: وہ (حج صاحب استطاعت پر) ایک بار فوراً سال اول میں فرض ہے۔۔۔ کیونکہ حج کو مؤخر کرنا صغیرہ گناہ ہے، اور اسکا ایک بار ارتکاب کرنے سے انسان فاسق نہیں ہوتا مگر اصرار کے ساتھ۔۔۔ اور فقہاء کرام نے فرمایا اگر صاحب استطاعت نے حج نہیں کیا یہاں تک کہ اس کا مال ہلاک ہو گیا، تو اس کے لیے جائز ہے کہ قرض لے اور حج کرے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، جلد 3، صفحہ 515 تا 521، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

بہار شریعت میں ہے: "اور مسلمان کو اگر استطاعت تھی اور حج نہ کیا تھا اب فقیر ہو گیا تو اب بھی فرض ہے۔"

(بہار شریعت، حج کا بیان، جلد 1 ب، صفحہ 1037، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

بہار شریعت میں ہے: "مال موجود تھا اور حج نہ کیا پھر وہ مال تلف ہو گیا، تو قرض لے کر جائے اگرچہ جانتا ہو کہ یہ قرض ادا نہ ہوگا مگر نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ قدرت دے گا تو ادا کر دوں گا پھر اگر ادا نہ ہو سکا اور نیت ادا کی تھی تو امید ہے کہ مولیٰ عزوجل اس پر مؤاخذہ نہ فرمائے۔"

(بہار شریعت، حج کا بیان، جلد 1 ب، صفحہ 1036، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

25 شعبان المعظم 1446ھ/24 فروری 2025ء

صاحب استطاعت کا والدین سے پہلے حج کرنا

سوال: اگر اولاد حج کی استطاعت رکھتی ہو، تو پہلے ماں باپ کو حج پر بھیجنا چاہیے یا خود جانا چاہیے؟

سائل: یوسف رضا سیجہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر اولاد صاحب استطاعت ہو یعنی سفر حج کی آمد و رفت کے اخراجات اور دوران سفر اپنے اور اہل و عیال کے نفقے کا انتظام ہو، اور ماں باپ صاحب استطاعت نہ ہوں، تو اولاد پر حج فرض ہے، ماں باپ پر نہیں۔ لہٰذا اولاد پہلے خود حج کرے اور اگر ماں باپ کو بھی کروائیں، تو بڑی سعادت کی بات ہے۔ صاحب استطاعت ہونے کے بعد ایک سال گزرنے کے باوجود اولاد حج نہ کرے، تو گنہگار ہے۔

قرآن پاک میں ہے: "وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا" ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔

(سورۃ آل عمران، آیت 97)

اس آیت کے تحت خزائن العرفان میں ہے: "اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اسکا کہ استطاعت شرط ہے۔ حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی تفسیر زاد وراحلہ سے فرمائی۔

(خزائن العرفان، تحت سورۃ آل عمران آیت 97، صفحہ 126، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

فتاوی فقیہ ملت میں ہے: "جبکہ زید پر حج فرض ہے تو وہ بوڑھی ماں اور بیوی کو چھوڑ کر حج کے لئے جاسکتا ہے۔"

(فتاوی فقیہ ملت، کتاب الحج، جلد1، صفحہ 351، مطبوعہ شبیر برادرز)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اگر ایک سال بھی ایسا گزر گیا تھا کہ جاسکتا تھا اور نہ گیا، تو گنہگار ہوا، استغفار واجب ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ 709، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 جمادی الثانی 1446ھ/17 دسمبر 2024ء

خالہ کو زکوۃ دینا کیسا

سوال: کیا بھانجا اپنی خالہ کو زکوۃ یا صدقہ فطر دے سکتا ہے؟ (سائل: محمد فیضان مصطفی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر خالہ زکوۃ کی مستحق ہوں یعنی حاجت اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کی مالک، سید اور ہاشمی نہ ہوں، تو انہیں زکوۃ دینا نہ صرف جائز بلکہ بعض صورتوں میں افضل ہے، یہی صدقہ فطر کا حکم ہے، کیونکہ صدقہ فطر کے وہی مصارف ہیں جو زکاۃ کے ہیں۔

الجوہرۃ النیرہ میں ہے: " واعلم ان الافضل فی الزكاة والفطرة والنذور الصرف اولا الى الاخوه والاخوات ثم الى اولادهم ثم الى الاعمام والعمات ثم الى اولادهم ثم الى الاخوال والخالات ثم الى اولادهم " اور جان لیجیے کہ زکوۃ، فطرہ اور منتوں میں افضل (ان صدقات کو) پہلے بھائی بہنوں کی طرف پھیرنا ہے، پھر انکی اولاد کی طرف پھر چچاؤں اور پھوپھیوں کی طرف پھر انکی اولاد کی طرف پھر ماموؤں اور خالاؤں کی طرف پھر انکی اولاد کی طرف۔

(الجوہرۃ النیرہ، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ الفطر، جلد 1، صفحہ 205، مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ)

بہار شریعت میں ہے: "صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکاۃ کے ہیں یعنی جن کو زکاۃ دے سکتے ہیں، انھیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جنھیں زکاۃ نہیں دے سکتے، انھیں فطرہ بھی نہیں سوا عامل کے کہ اس کے لیے زکاۃ ہے فطرہ نہیں"۔

(بہار شریعت، صدقہ فطر کا بیان، جلد 1، صفحہ 940، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 شعبان المعظم 1446ھ / 9 فروری 2025ء

مشکل وقت کے لیے رکھی گئی رقم پر زکوۃ کا حکم

سوال: میں نے مشکل وقت کے لیے کچھ رقم کسی کے پاس امانت رکھی ہے، کیا اس پر بھی زکاۃ لازم ہو گی؟

(سائل: محمد ظفر خان)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

صورت مسئولہ میں مذکورہ رقم خود یا دیگر اموال زکوۃ (سونا، چاندی، مالِ تجارت وغیرہ) کے ساتھ ملکر اگر نصاب کے برابر ہو جائے اور سال گزر جائے، تو اس پر زکاۃ واجب ہو گی، کیونکہ یہ رقم حاجت اصلیہ میں شمار نہیں ہوتی۔

البحر الرائق شرح کنز الد قائق میں ہے: "ان الزکاۃ تجب فی النقد کیفما امسکہ للنماء او للنفقۃ" ترجمہ: بے شک نقدی میں زکوۃ واجب ہے، جیسے اسکو روک کر رکھے، بڑھوتری کے لیے یا نفقہ (ضروریات زندگی/ بال بچوں کے خرچ) کے لیے۔

(البحر الرائق شرح کنز الد قائق، کتاب الزکاۃ، جلد2، صفحہ 361، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

بہار شریعت میں ہے: "حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کے روپے رکھے ہیں تو سال میں جو کچھ خرچ کیا کیا اور جو باقی رہے اگر بقدر نصاب ہیں تو ان کی زکاۃ واجب ہے، اگرچہ اسی نیّت سے رکھے ہیں کہ آئندہ حاجت اصلیہ ہی میں صرف ہوں گے اور اگر سال تمام کے وقت حاجت اصلیہ میں خرچ کرنے کی ضرورت ہے تو زکاۃ واجب نہیں۔"

(بہار شریعت، زکاۃ کا بیان، جلد 1 ب، صفحہ 881، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

18 شعبان المعظم 1446ھ/17 فروری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

نماز جنازہ میں تکبیر کا فوت ہو جانا

سوال: اگر جنازے میں ایک تکبیر چھوٹ گئی تو کیا جنازہ ادا ہوا کہ نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اگر نماز جنازہ میں کوئی تکبیر چھوٹ گئی تو جنازہ نہ ہوا، کیونکہ چاروں تکبیرات نماز جنازہ کے ارکان میں سے ہیں اور رکن چھوٹنے سے نماز نہیں ہوتی۔

نور الایضاح میں ہے: "وارکانھا التکبیرات والقیام" ترجمہ: اور نماز جنازہ کے ارکان تکبیرات اور قیام ہیں۔

(نور الایضاح، کتاب الصلوۃ، باب احکام الجنائز، فصل فی الصلاۃ علی الجنازۃ، صفحہ 116، مطبوعہ المکتبۃ العصریہ)

الفتاوی الھندیہ میں ہے: "وصلاۃ الجنازۃ أربع تکبیرات، فإن ترک واحدۃ منھا لم تجز صلاتہ" ترجمہ: اور نماز جنازہ چار تکبیرات ہیں پھر اگر ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ دے تو اسکی نماز جائز نہیں۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الصلوۃ، الباب الحادی والعشرون، جلد 1، صفحہ 164، ناشر المطبعۃ الکبری الامیریہ بولاق مصر)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

29 جمادی الاول 1446ھ 1 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

مسجد میں نماز جنازہ پڑھنے کا حکم

سوال: مسجد میں جنازہ پڑھانا کیسا ؟ (سائل: مبشر بھٹی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مسجد میں نماز جنازہ مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ حدیث پاک کے مطابق جو جنازہ مسجد میں ادا کیا جائے، اس پر کوئی ثواب نہیں ملتا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کا بھی یہی معمول تھا کہ جنازہ مسجد سے باہر ادا فرماتے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے:"من صلی علی جنازۃ فی المسجد، فلیس لہ شیئ"ترجمہ: جس نے نماز جنازہ مسجد میں پڑھی، تو اس کے لئے کچھ (ثواب) نہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلاۃ علی الجنائز فی المسجد، روایت 1517 جلد 1 صفحہ 221، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

المؤطا للامام محمد میں ہے:"قال محمد لا یصلی علی جنازۃ فی المسجد وکذلک بلغنا عن ابی ھریرۃ وموضع الجنازہ بالمدینہ خارج من المسجد وھو الموضع الذی کان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم یصلی علی الجنازہ فیہ" ترجمہ: امام محمد رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا: مسجد میں نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے ہمیں یہی بات پہنچی ہے اور مدینہ میں جناز گاہ مسجد سے باہر تھی اور یہی وہ جگہ تھی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نماز جنازہ ادا فرماتے تھے۔

(المؤطا للامام محمد، ابواب الجنائز باب الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد صفحہ 158، تحت روایت 312، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

الاشباہ والنظائر میں ہے:"منع ادخال المیت فیہ والصحیح ان المنع لصلاۃ مالجنازۃ وان لم یکن المیت فیہ الالعذر مطر اونحوہ"ترجمہ: میت کو مسجد میں داخل کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ممانعت نماز جنازہ کی وجہ سے ہے، اگرچہ میت مسجد کے اندر نا ہو، مگر بارش وغیرہ کے عذر کی وجہ سے (رخصت ہے)۔

(الاشباہ والنظائر، القول فی احکام المسجد جلد 2 صفحہ 230، مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 جمادی الثانی 1446ھ 12 دسمبر 2024ء

سوال: نماز جنازہ میں سجدے کیوں نہیں؟ (سائل: حافظ نصر اللہ گلادی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نماز جنازہ میں رکوع وسجود نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہر لحاظ سے نماز نہیں بلکہ اسکا اصل مقصد میت کے لئے دعائے مغفرت ہے، تو اسکے پڑھنے کا طریقہ عام نمازوں سے مختلف ہے، اور نماز جنازہ میں رکوع وسجود نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کوئی جاہل یہ سمجھ کر گمراہ نہ ہو جائے کہ میت کی عبادت کی جارہی ہے۔

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: " لانھا لیست صلاۃ من کل وجہ " ترجمہ: کیونکہ بے شک نماز جنازہ ہر لحاظ سے نماز نہیں۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، جلد 3، صفحہ 90، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: " فقد صرحوا عن آخرھم بان صلاۃ الجنازۃ ھی الدعاء للمیت اذ ھو المقصود منھا " ترجمہ: پس تحقیق تمام فقہاء نے اس بات کی تصریح کی کہ نماز جنازہ میت کے لیے دعا ہے کیونکہ اس (نماز جنازہ) سے یہی (دعا) مقصود ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، مطلب ھل یسقط فرض الکفایۃ بفعل الصبی، جلد 3، صفحہ 125، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے: " وانما لم یکن فیھا رکوع ولا سجود لئلا یتوھم بعض الجھلۃ انھا عبادۃ للمیت فیضل بذالک " ترجمہ: اور بے شک نماز جنازہ میں رکوع اور سجود نہیں تاکہ کوئی جاہل اس بات کا وہم نہ کرے کہ یہ میت کی عبادت ہے پھر وہ اس کی وجہ سے گمراہ ہو جائے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب سنۃ الصلاۃ علی الجنائز، جلد 3، صفحہ 245، مطبوعہ دار السلام الریاض و دار الفیحاء دمشق)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

13 شعبان المعظم 1446ھ/12 فروری 2025ء

سوال: ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اب وہ اسکی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے کیا نکاح ہو جائے گا؟ (سائل: راؤ طلحہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جس عورت سے زنا کیا گیا اسکی بیٹی سے نکاح کرنا جائز نہیں، کہ احادیث میں اس سے منع کیا گیا، اسکی وجہ یہ ہے کہ زنا حرمت مصاہرت کے اسباب میں سے ہے اور حرمت مصاہرت کی وجہ سے مرد و عورت کے اصول (والد، والدہ، دادا، دادی، نانا، نانی) اور فروع (بیٹے، بیٹیاں، پوتے، پوتیاں، نواسے نواسیاں) ان دونوں پر حرام ہو جاتے ہیں۔

المصنف للامام عبد الرزاق میں ہے: "عن أبي بكر بن عبد الرحمن بن أم الحكم انه قال قال رجل يا رسول الله، إني زنيت بامرأة في الجاهلية وابنتها فقال النبي صلى الله عليه وسلم لا أرى ذلك، ولا يصلح ذلك: أن تنكح امرأة تطلع من ابنتها على ما اطلعت عليه منها" ترجمہ: حضرت ابو بکر بن عبد الرحمن بن ام الحکم سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں: کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں نے جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کیا کیا میں اسکی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسکو درست نہیں سمجھتا اور نہ ہی یہ درست ہے کہ تو ایسی عورت سے نکاح کرے کہ جسکی بیٹی کے ایسے حصے پر مطلع ہو جس حصے پر تو اس عورت سے مطلع ہوا تھا۔

(المصنف للامام عبد الرزاق، کتاب الطلاق، باب الرجل یزنی باخت امرأتہ، روایت 13562، جلد 6، صفحہ 137، مطبوعہ دار التاصیل)

المصنف لابن ابی شیبہ میں ہے: " من نظر الی فرج امرأة لم تحل له امها ولا ابنتها" ترجمہ: جو کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھے تو اس کے لئے اس عورت کی ماں اور بیٹی حلال نہیں۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، باب الرجل یقع علی ام امرأتہ، روایت 16490 جلد 9، صفحہ 99، مطبوعہ دار المنہاج)

المصنف لابن ابی شیبہ میں ہے: " عن عمران الحصين في الرجل يقع على ام امرأته قال تحرم عليه امرأته" ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے متعلق مروی ہے جو اپنی بیوی کی ماں پر واقع ہو (زنا کرلے) آپ فرماتے ہیں کہ اس پر اسکی بیوی حرام ہو جائے گی۔

(المصنف لابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، باب الرجل یقع علی ام امرأتہ، روایت 16487 جلد 9، صفحہ 98، مطبوعہ دار المنہاج)

کنز الدقائق میں ہے: "والزنا او المس او النظر بشهوة يوجب حرمة المصاهرة" ترجمہ: زنا یا شہوت کے ساتھ چھونا یا دیکھا حرمت مصاہرت کو ثابت کرتا ہے۔

(کنز الدقائق، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، صفحہ 252، مطبوعہ دار البشائر الاسلامیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 رجب المرجب 1446ھ 9 جنوری 2025ء

خطبہ کے بغیر نکاح

سوال: نکاح خواں نے نکاح پڑھایا لیکن خطبہ نہیں دیا کیا نکاح ہو جائے گا؟ (سائل: صبور احمد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

خطبہ کے بغیر بھی نکاح منعقد ہو جائے گا، کیونکہ خطبہ انعقاد نکاح کے لئے شرط نہیں بلکہ مستحب ہے، اور اس پر سنت کا بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

عمدۃ القاری میں ہے: " ومن ذالك استحب العلماء الخطبة عند النكاح وقال الترمذی وقد قال بعض اهل العلم ان النكاح جائز بغير خطبة وهو قول سفيان الثوری وغيره من اهل العلم " ترجمہ: اور اسی وجہ سے علماء نے نکاح کے وقت خطبہ کو مستحب قرار دیا اور امام ترمذی نے فرمایا: اور تحقیق بعض اہل علم نے کہا کہ بے شک نکاح خطبہ کے بغیر جائز ہے اور یہ سفیان ثوری اور انکے علاوہ اہل علم کا قول ہے۔ (عمدۃ القاری، کتاب النکاح، باب الخطبہ، جلد 20، صفحہ 189، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: " ویندب اعلانه وتقديم خطبة " ترجمہ: اور نکاح کا اعلانیہ ہونا اور اس سے پہلے خطبہ پڑھنا مستحب ہے۔ (رد المحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، مطلب کثیرا مایتساھل فی اطلاق المستحب علی السنۃ، جلد 4، صفحہ 75، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

بہار شریعت میں ہے: " نکاح میں یہ امور مستحب ہیں۔۔۔ نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا۔"
(بہار شریعت، نکاح کا بیان، نکاح کے مستحبات، جلد 2 الف، صفحہ 5، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "اس کے سوا (نکاح میں) خطبہ پڑھنا سنت ہے۔"
(فتاوی رضویہ، جلد 11، صفحہ 236، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

17 شعبان المعظم 1446ھ / 16 فروری 2025ء

گواہوں کے بغیر نکاح کا حکم

سوال: اگر لڑکا لڑکی نے نکاح کی غرض سے ایک دوسرے کے سامنے تین بار قبول ہے کہا، حالانکہ ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا فرد انکی بات نہ سن رہا ہو، تو کیا بغیر گواہوں کے انکا نکاح ہو جائے گا؟ (سائل: ملک گل حمید)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

پوچھی گئی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوا، کیونکہ انعقاد نکاح کے لیے شرعا دو آزاد، عاقل، بالغ اور مسلمان مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا شرط ہے۔ اور حدیث پاک میں اعلانیہ نکاح کا حکم دیا گیا، بغیر گواہوں کے نکاح کو زنا سے تعبیر کیا گیا۔

السنن الکبری للبیہقی میں گواہوں کے بغیر نکاح منعقد نہ ہونے کے متعلق 13717 سے لے کر 13727 تک تقریباً 11 روایات موجود ہیں۔

(السنن الکبری للبیہقی، کتاب النکاح باب ماجاء لا نکاح الا بشاھدین عدلین، جلد 7 صفحہ 211 تا 214، مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ)

مختصر القدوری میں ہے: "ولا ینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاھدین حرین بالغین عاقلین مسلمین او رجل وامرأتین" ترجمہ: اور مسلمانوں کا نکاح منعقد نہیں ہوتا مگر ایسے دو مرد گواہوں کے ساتھ جو آزاد، عاقل، بالغ اور مسلمان ہوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کے ساتھ۔ (مختصر القدوری، کتاب النکاح صفحہ 469، مطبوعہ المکتبہ البشری)

جامع ترمذی میں ہے: "اعلنوا ھذا النکاح" ترجمہ: اس نکاح کو اعلانیہ کرو۔

(جامع ترمذی ابوب النکاح، باب ماجاء فی اعلان النکاح، روایت 1089، جلد 1، صفحہ 478، ناشر الطاف اینڈ سنز)

جامع ترمذی میں ہے: "البغایا اللاتی ینکحن انفسھن بغیر بینۃ" ترجمہ: زناکار ہیں وہ عورتیں جو گواہوں کے بغیر اپنا نکاح کر لیتی ہیں۔

(جامع ترمذی، ابوب النکاح، باب ماجاء لا نکاح الا ببینۃ، روایت 1103، جلد 1، صفحہ 484، ناشر الطاف اینڈ سنز)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

21 شعبان المعظم 1446ھ/20 فروری 2025ء

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: ایک بے اولاد شخص نے 5 سال کی بچی لے کر اسکی پرورش کی اسکی بات شادی کی وہ بیوہ ہو گئی کیا اسکا منہ بولا باپ اس سے شادی کر سکتا ہے؟ (سائل: اسلم بٹ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر مذکورہ شخص اس لڑکی کا محرم نہیں اور نہ ہی رضاعت کا کوئی رشتہ ہے تو اس سے نکاح جائز ہے، محض پرورش کرنے کی وجہ سے نکاح جو ناجائز کہنا ہندوانہ خیالات ہیں۔

قرآن پاک میں ہے: "وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ" ترجمہ: اور مذکورہ محرمات کے علاوہ (عورتیں) تمہارے لیے حلال کی گئی ہیں۔ (پارہ 4، سورۃ النساء، آیت 24)

فتاوی رضویہ میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: کہ ایک شخص نے اپنی سالی کی لڑکی کو واسطے اپنے لڑکے کے نکاح کے پرورش کیا، تقدیر ربی سے لڑکا انتقال کر گیا، بعدہ خود پرورش کنندہ کی بی بی فوت ہو گئی، اب پرورش کنندہ نے اپنی شادی اس لڑکی پرورش کردہ شدہ سے کرلی، یہ نکاح جائز ہوا یا نہیں۔ آپ نے جواب ارشاد فرمایا: قطعاً جائز ہے۔۔۔ اگر پرورش کے خیال سے ایسا (ناجائز) کہا جائے تو بھی محض غلط، قرآن عظیم نے یوں فرمایا ہے: "وَرَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘-فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ٘"

ترجمہ: تمہاری گود کی پالیاں تمہاری ان عورتوں کی بیٹیاں جن سے تم ہم بستر ہو چکے اگر تم نے ان عورتوں سے ہم بستری کی ہو تو ان کے ساتھ نکاح میں تم پر کچھ گناہ نہیں۔ دیکھو قرآن مجید تصریح فرماتا ہے کہ اپنی منکوحہ کی دختر اپنی گود کی پالی بھی حلال ہے جب تک منکوحہ سے خلوت نہ کی ہو اختیار رکھتا ہے کہ منکوحہ کو چھوڑ کر یا اس کے مرے پر اس سے نکاح کرلے تو سالی کی بیٹی پرورش کرنے سے کیوں حرام ہونے لگی، یہ محض ہندوانہ خیالات ہیں۔

(فتاوی رضویہ، کتاب النکاح، مسئلہ 160، جلد 11، صفحہ 315، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

25 جمادی الثانی 1446ھ 28 دسمبر 2024ء

سوال: کیا خون دینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے؟

(سائل: میاں زوہیب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

خون دینے سے رضاعت ثابت نہیں ہوتی، کہ اس پر نہ لغوی طور پر رضاعت کا اطلاق ہوتا ہے اور نہ شرعی طور پر، اسطرح کہ رضاعت کا لغوی معنی "پستان چوسنا" ہے اور شرعی معنی "مخصوص وقت (ڈھائی برس) میں کسی عورت کا دودھ پینا" ہے اور خون کو دودھ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

اللباب فی شرح الکتاب میں ہے: "(الرضاع) لغة المص وشرعا مص لبن آدمية في وقت مخصوص" ترجمہ: (رضاعت) لغوی اعتبار سے (پستان) چوسنا ہے اور شرعی اعتبار سے مخصوص وقت میں کسی عورت کا دودھ پینا ہے۔

(اللباب فی شرح الکتاب، کتاب الرضاع، صفحہ 340، مطبوعہ مکتبۃ البشری)

کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ میں ہے: " الرضاع ---معناه في اللغة انه اسم لمص الثدي-- اما معناه شرعا فهو وصول لبن آدمية الى جوف طفل" ترجمہ: رضاعت کا لغت میں معنی یہ ہے کہ بے شک یہ پستان چوسنے کا نام ہے۔-- بہر حال شرعاً اسکا معنی پس وہ کسی عورت کے دودھ کا بچے کے پیٹ تک پہنچنا ہے۔

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، کتاب النکاح، الرضاع تعریفہ، جلد 4، صفحہ 223، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 رجب المرجب 1446ھ 9 جنوری 2025ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

ایک بکری کا دودھ پینے سے رضاعت کا حکم

سوال: یک بکری کا دودھ دو انسانی بچوں کے پینے سے رضاعت ثابت ہو گی یا نہیں؟ (سائل: ابو محمد عیسی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دو بچوں کے ایک بکری کا دودھ پینے سے رضاعت ثابت نہیں ہو گی، کیونکہ حرمت رضاعت میں جزئیت (ایک دوسرے کے حصہ ہونے) کا اعتبار ہوتا ہے، جبکہ انسان اور جانوروں کے درمیان جزئیت نہیں۔

مختصر القدوری (للامام ابی الحسن القدوری المتوفی 428ھ) میں ہے: "واذا شرب صبیان من لبن شاۃ فلا رضاع بینھما" ترجمہ: اور جب دو بچوں نے کسی بکری کا دودھ پیا تو انکے درمیان رضاعت نہیں (حرمت رضاعت ثابت نہیں ہو گی)۔

(مختصر القدوری، کتاب الرضاع، الشھادۃ فی الرضاع، صفحہ 495، مطبوعہ المکتبۃ البشری)

اسکے تحت الھدایہ (للامام برھان الدین المرغینانی المتوفی 593ھ) میں ہے: "لانہ لاجزئیۃ بین الأدمی والبھائم والحرمۃ باعتبارھا" ترجمہ: کیونکہ آدمی اور جانوروں کے درمیان جزئیت نہیں اور حرمت جزئیت کے اعتبار سے ہے۔

(الھدایہ، کتاب الرضاع، جلد2، صفحہ 372، مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

19 جمادی الثانی 1446ھ 22 دسمبر 2024ء

جان کی قسم اٹھانے کا حکم

سوال: اگر کوئی جان کی قسم اٹھائے تو اسکا کفارہ کیا ہوگا؟ (سائل: شاہ رخ میمن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

غیر اللہ کی قسم اٹھانا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ احادیث میں ممانعت آئی ہے لہذا جان کی قسم اٹھانا جائز نہیں، نہ یہ قسم منعقد ہوگی اور نہ توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا۔

صحیح بخاری میں ہے: "من کان حالفا فلیحلف باللہ او لیصمت" ترجمہ: جو قسم کھائے تو چاہیئے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب کیف یستحلف، جلد 1، صفحہ 716، ناشر الطاف اینڈ سنز)

الجوھرۃ النیرہ میں ہے: " ومن حلف بغیر اللہ لم یکن حالفا" ترجمہ: جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو وہ قسم کھانے والا نہیں۔

(الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 355، مطبوعہ رشیدیہ)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: "(لایقسم بغیر اللہ تعالی)۔۔۔ای لاینعقد القسم بغیرہ تعالی ای غیر أسمائہ وصفاتہ" ترجمہ: (غیر اللہ کی قسم نا کھائی جائے)۔۔۔یعنی غیر اللہ یعنی اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے علاوہ کے ساتھ (کھائی جانے والی) قسم منعقد نہیں ہوتی۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الایمان، مطلب فی الفرق بین السھو والنسیان، جلد 5، صفحہ 503، مطبوعہ رحمانیہ)

بہار شریعت میں ہے: "غیر خدا کی قسم قسم نہیں مثلاً تمھاری قسم اپنی قسم تمھاری جان کی قسم اپنی جان کی قسم۔"

(بہار شریعت، قسم کا بیان، حصہ نہم، جلد 2 الف، صفحہ 302، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

16 شعبان المعظم 1446ھ/15 فروری 2025ء

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

سوال: اگر زید نے یہ کہ کر قسم کھائی کہ میری ماں کی قسم اگر بکر نے بات کی تو یہ کام کروں گا۔ کیا ایسا کہنے پر قسم ہو جائے گی؟ اور بکر کے بات کرنے پر زید نے قسم پوری نہیں کی تو کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

غیر خدا کی قسم کھانا ناجائز ہے، کہ احادیث میں ممانعت آئی ہے لہذا صورت مسئولہ میں قسم منعقد نہیں ہو گی اور بکر کے بات کرنے کی صورت میں زید پر کفارہ لازم نہیں ہو گا۔

صحیح بخاری میں ہے: "من کان حالفا فلیحلف باللہ او لیصمت" ترجمہ: جو قسم کھائے تو چاہیئے کہ وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الشھادات، باب کیف یستحلف، جلد 1، صفحہ 716، ناشر الطافا اینڈ سنز)

الجوھرۃ النیرہ میں ہے: " ومن حلف بغیر اللہ لم یکن حالفا " ترجمہ: جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تو وہ قسم کھانے والا نہیں۔

(الجوھرۃ النیرۃ، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 355، مطبوعہ رشیدیہ)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: "(لایقسم بغیر اللہ تعالی)۔۔۔ ای لاینعقد القسم بغیرہ تعالی ای غیر أسمائہ وصفاتہ" ترجمہ: (غیر اللہ کی قسم نا کھائی جائے)۔۔ یعنی غیر اللہ یعنی اللہ تعالی کے اسماء و صفات کے علاوہ کے ساتھ (کھائی جانے والی) قسم منعقد نہیں ہوتی۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الایمان، مطلب فی الفرق بین السھو والنسیان، جلد 5، صفحہ 503، مطبوعہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

26 جمادی الاول 1446ھ 28 نومبر 2024ء

بیوی کی وراثت سے شوہر کا حصہ

سوال: زید کے سسرال میں زید کی بیوی کی ذاتی جائیداد ہے، زید کی بیوی فوت ہو گئی، اسکی کوئی اولاد نہیں، کیا شوہر کا بیوی کی جائیداد میں حق ہے اور کیا وہ مطالبہ کر سکتا ہے؟ (سائل: کاشف نور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

شرعاً بیوی کی وراثت میں شوہر کا حصہ مقرر ہے، اور شوہر اسکا مطالبہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا مرحومہ کے حقوق متقدمہ علی الارث (تجہیز و تکفین، اگر قرض ہو تو اس کی ادائیگی اور اگر کوئی جائز وصیت ہو تو مال کے تہائی حصے (1/3) سے اسے پورا کرنے) کے بعد، کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے شوہر کو آدھا مال دیا جائے گا، کیونکہ اگر بیوی کی اولاد ہو تو شوہر ربع (1/4) کا اور اگر نہ ہو تو نصف (1/2) کا حقدار ہوتا ہے۔

قرآن پاک میں ہے: "وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌۚ-فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّةٍ یُّوْصِیْنَ بِهَاۤ اَوْ دَیْنٍؕ" ترجمہ: اور تمہاری بیویاں جو (مال) چھوڑ جائیں اگر ان کی اولاد نہ ہو تو اس میں سے تمہارے لئے آدھا حصہ ہے، پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہارے لئے چوتھائی حصہ ہے۔ (یہ حصے) اس وصیت کے بعد (ہوں گے) جو انہوں نے کی ہو اور قرض (کی ادائیگی) کے بعد (ہوں گے)۔ **(پارہ 4، سورۃ النساء، آیت 12)**

السراجی فی المیراث میں ہے: "واما للزوج فحالتان النصف عند الولد وولد الابن وان سفل والربع مع الولد او ولد الابن وان سفل" ترجمہ: اور بہر حال زوج: پس اسکی دو حالتیں ہیں 1 (عورت کی) اولاد اور بیٹے کی اولاد اگرچہ نیچے تک چلے جائیں (انکے) نہ ہونے کے وقت نصف (1/2) ہے اور اولاد اور بیٹے کی اولاد اگرچہ نیچے تک چلے جائیں (انکے) ہونے کے وقت ربع (1/4) ہے۔ **(السراجی فی المیراث، باب معرفۃ الفروض و مستحقیھا، صفحہ 20، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)**

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

22 شعبان المعظم 1446ھ / 21 فروری 2025ء

سوال: کیا چاندی کا دانت لگوانا جائز ہے؟ (سائل: سہیل کریم)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

اگر کوئی دانت گر جائے، تو اسکی جگہ چاندی کا دانت لگوانا جائز ہے۔

الدر المختار میں ہے: " لایشد سنه المتحرك بذهب بل بفضة " ترجمہ: ہلتا ہوا دانت چاندی کے ساتھ مضبوط کیا جائے نہ کے سونے کے ساتھ۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، جلد9، 598، 597، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: "افتادہ (گرے ہوئے) دانت کی جگہ چاندی کا دانت لگانا جائز (ہے)، اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کے تار اور دانت بھی روا۔"

(فتاوی رضویہ، رسالہ: الطیب الوجیز، جلد22، صفحہ144، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

12 شعبان المعظم 1446ھ/11 فروری 2025ء

پرانے نوٹوں کے بدلے نئے نوٹ خریدنا کیسا؟

سوال شادی کے لئے نئے نوٹ خریدنا کیسا؟ کیا یہ سود میں شمار ہو گا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نئے نوٹوں کی پرانے نوٹوں کے بدلے کمی بیشی کے ساتھ نقد خرید وفروخت جائز ہے سود نہیں، کیونکہ سود کی دو علتیں ہیں 1 قدر 2 جنس اگر یہ دونوں پائی جائیں، تو کمی بیشی اور ادھار دونوں حرام ہوتے ہیں اور اگر ایک پائی جائے، تو کمی بیشی جائز اور ادھار حرام ہوتا ہے اور پرانے نوٹوں کی نئے نوٹوں کے بدلے کمی بیشی کے ساتھ خرید وفروخت میں سود کی دوسری علت (قدر) مفقود ہے کہ نوٹ نا مکیلی ہوتے ہیں اور نا موزونی بلکہ عددی ہوتے ہیں۔

فتاوی رضویہ میں ہے: ”اولاً ہمارے جمیع علماء رحمھم اللہ تعالیٰ نے تصریح فرمائی کہ حرمت ربا کی علت وہ خاص اندازہ یعنی ناپ یا تول ہے۔ اتحاد جنس کے ساتھ، تو اگر قدر و جنس دونوں پائی جائیں، تو بیشی اور ادھار دونوں حرام ہیں اور اگر وہ دونوں نہ پائی جائیں، تو حلال ہیں اور اگر دونوں میں سے ایک پائی جائے، تو بیشی حلال اور ادھار حرام ہے اور یہ ایک عام قاعدہ ہے جو کہیں منتقض نہیں اور بابِ ربا کے جمیع مسائل اسی پر دائر ہیں۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 446، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

فتاوی رضویہ میں ہے: ”اتحاد جنس سے تو تفاضل حرام نہیں ہو جاتا، اتحاد قدر بھی تو لازم ہے، نوٹ سرے سے قدر ہی نہیں رکھتا کہ نہ مکیل ہے، نہ موزون، بلکہ معدود ہے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد 17، صفحہ 527، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

8 جمادی الاول 1446ھ / 11 نومبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

پانی کا کاروبار کرنا کیسا؟

سوال: زید پانی کا کاروبار کرنا چاہتا ہے پر اسکو کسی نے بتایا کہ پانی کا بیچنا جائز نہیں تو آیا کہ پانی کا کاروبار کرنا کیسا ہے؟

(سائل: محمد یعقوب برکاتی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جس پانی کو برتن وغیرہ میں محفوظ نہ کیا گیا ہو جیسا کہ نہر اور کنویں میں موجود پانی، اسکی بیع (خرید وفروخت) جائز نہیں، البتہ جو پانی برتن میں محفوظ کر لیا گیا ہو یعنی اس پر قبضہ کر لیا گیا ہو جیسا کہ آجکل بوتلوں میں بھر لیا جاتا ہے، تو محفوظ کرنے والا اسکا مالک بن جاتا ہے، لہذا اس کے لئے وہ پانی آگے بیچنا بھی جائز ہے۔

الفتاوی الھندیہ میں ہے: "لا یجوز بیع الماء فی بئرہ ونھرہ۔۔۔ فإذا أخذہ وجعلہ فی جرۃ أو ما أشبھھا من الأوعیۃ فقد أحرزہ فصار أحق بہ فیجوز بیعہ والتصرف فیہ" ترجمہ: نہر اور کنویں میں موجود پانی کی بیع جائز نہیں، پس جب وہ اس پانی کو نکالے اور اس کو گھڑے یا اس جیسے کسی برتن میں ڈال لے، تو تحقیق اس نے اس (پانی) کو محفوظ کر لیا پس وہ (محفوظ کرنے والا) اس کا زیادہ حقدار ہے اور اس (پانی) کو بیچنا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔

(الفتاوی الھندیہ، الباب التاسع، الفصل السابع فی بیع الماء والجمد، جلد 3، صفحہ 121، مطبوعہ دار الفکر)

بہار شریعت میں ہے: "جس پانی کو برتن میں محفوظ نہ کر لیا ہو اُس کو ہر شخص پی سکتا ہے۔"

(بہار شریعت، شرب کا بیان، جلد 3، حصہ 17، صفحہ 667، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

بہار شریعت میں ہے: "وہ پانی جس کو گھڑوں، مٹکوں یا برتنوں میں محفوظ کر دیا گیا ہو اس کو بغیر اجازت مالک کوئی شخص صَرف میں نہیں لا سکتا اور اس پانی کو اس کا مالک بیع بھی کر سکتا ہے۔"

(بہار شریعت، شرب کا بیان، جلد 3، حصہ 17، صفحہ 667، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

25 جمادی الثانی 1446ھ 28 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

تلاوت وذکر میں مشغول لوگوں کو سلام کرنا

سوال: مسجد میں داخل ہونے والے بلند آواز سے سلام کہتے ہیں کچھ لوگ نماز پڑھ رہے ہیں، کچھ قرآن اور کچھ تسبیح۔ سلام کا جواب کون دے گا؟

سائل: شاکر انصاری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جو لوگ نماز وذکر اور تلاوت قرآن میں مشغول ہوں اور جو نماز کا انتظار کر رہے ہوں، انہیں سلام کرنا منع ہے، یونہی مذاکرہ علم اور اذان واقامت کے وقت بھی سلام نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ یہ سلام کا وقت نہیں، اگر ایسے موقع پر کسی نے سلام کیا تو جواب دینا ضروری نہیں۔

فتاوی عالمگیری میں ہے: "السلام تحیة الزائرین، والذین جلسوا فی المسجد للقراءة والتسبیح أو لانتظار الصلاة ما جلسوا فیه لدخول الزائرین علیهم، فلیس هذا أوان السلام فلا یسلم علیهم، ولهذا قالوا: لو سلم علیهم الداخل وسعهم أن لا یجیبوه، کذا فی القنیة. یکره السلام عند قراءة القرآن جهرا، وکذا عند مذاکرة العلم، وعند الأذان والإقامة، والصحیح أنه لا یرد فی هذه المواضع أیضاً، کذا فی الغیاثیة" ترجمہ: سلام زائرین کی دعا ہے، اور جو مسجد میں تلاوت و تسبیح یا نماز کے انتظار کے لئے بیٹھے ہوں وہ مسجد میں اس لئے نہیں بیٹھے کہ زائرین انکے پاس آئیں، تو یہ سلام کا وقت نہیں پس انکو سلام نا کیا جائے، اور اسی وجہ سے انہوں (فقہاء) نے فرمایا اگر مسجد میں داخل ہونے والا انکو سلام کرے تو ان کو گنجائش ہے کہ جواب نا دیں، ایسا ہی قنیہ میں ہے۔ تلاوت قرآن کے وقت بلند آواز سے سلام مکروہ ہے، اور ایسے ہی مذاکرہ علم کے وقت اور اذان واقامت کے وقت، اور صحیح یہ ہے کہ ان جگہوں میں بھی جواب نا دیا جائے، ایسا ہی غیاثیہ میں ہے۔

(الفتاوی العالمگیریہ، کتاب الکراھیہ، الباب السابع، باب السلام وتشمیت العاطس، جلد 5، صفحہ 402، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

الجوھرۃ النیرہ میں ہے: "ویکره السلام علی القاری والمصلی" ترجمہ: تلاوت قرآن کرنے والے اور نماز پڑھنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(الجوھرۃ النیرہ، کتاب الصلوۃ، باب الجماعۃ، جلد 1، صفحہ 98، مطبوعہ رشیدیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

4 جمادی الثانی 1446ھ 7 دسمبر 2024ء

سوال: کمپنی کا ڈاکٹرز کو کمیشن کھلا کر اپنی دوائیں بکوانا کیسا ہے؟ (سائل: سلمان میمن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ڈاکٹرز کو اپنی دوائیں مریض کو لکھ کر دینے کے بدلے کسی کمپنی کا کمیشن دینا اور ڈاکٹرز کا کمیشن وصول کرنا ناجائز و گناہ اور رشوت ہے۔ اگرچہ اسکو کمیشن، تحفہ یا کوئی اور نام دیا جائے، کیونکہ کسی سے اپنا کام کروانے کے لیے جو کچھ دیا جائے، وہ رشوت ہوتا ہے، ہاں اگر کمپنیاں کوئی معمولی چیز دیں اور اپنی میڈیسن بیچنے کی پابند نہ کریں تو اس چیز کا لینا جائز ہے۔

جامع ترمذی میں ہے: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

(جامع ترمذی، ابواب الاحکام، باب ماجاء فی الراشی والمرتشی فی الحکم، روایت 1337، جلد 1، صفحہ 575، ناشر الطاف اینڈ سنز)

اس حدیث کے تحت مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "ای معطی الرشوۃ وآخذھا وھی الوصلۃ الی الحاجۃ بالمصانعۃ" ترجمہ: (اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی) یعنی رشوت لینے اور دینے والے (پر) اور وہ (رشوت) مدارت (خاطر داری) کر کے ضرورت تک پہنچنا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب رزق الولاۃ وھدایاھم، جلد 8، صفحہ 295، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

غیبت کی تباہ کاریاں کتاب میں ہے: "ڈاکٹر جو دوائی لکھ کر دے رہا ہے وہ تو اس کا کام ہے اور وہ علاج کی رقم بھی وُصول کرتا ہے۔ کمپنی کیلئے اس نے جُداگانہ کوئی ایسا کام نہیں کیا جس کی اُجرت بنتی ہو لہٰذا شرعاً یہ کمیشن یا اُجرت نہیں۔ ہاں اگر رِشوت ہی کو کمیشن کہیں تو اور بات ہے جیسا کہ یہ بھی ہمارے عُرف ہی میں ہے کہ بعض اوقات جب پولیس کسی کا کام کروا دیتی ہے تو اس پر رِشوت لیتی ہے مگر اسے رشوت کہنے کے بجائے اپنے حق یا اپنے کمیشن کا نام دیتی ہے تو ایسا کمیشن بھی رِشوت ہی ہے۔۔۔ اور رشوت حرام ہے۔"

(غیبت کی تباہ کاریاں، صفحہ 374، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 شعبان المعظم 1446ھ/13 فروری 2025ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن وفقہ اکیڈمی آن لائن

قسطیں مکمل ہونے سے پہلے چیز آگے بیچنا

سوال: میں نے ایک مفتی صاحب سے سنا ہے کہ قسطوں پر چیز خرید کر جب تک اسکی قسطیں مکمل نا ہو جائیں تب تک اسکو بیچ نہیں سکتے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قسطوں پر کاروبار در اصل ادھار خرید و فروخت ہی کی ایک قسم ہے، ایجاب و قبول ہوتے ہی خریدار چیز کا مالک بن جاتا ہے، البتہ اس کی قیمت طے شدہ وقت میں اداء کی جاتی ہے، تو جب انسان قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جاتا ہے تو قسطیں مکمل ہونے سے پہلے بھی اس کے لیے وہ چیز آگے کسی اور کو بیچنا جائز ہے۔ البتہ قسطیں مکمل ہونے سے پہلے بیچنے والے کا خریدار سے اسی چیز کو کم قیمت میں خرید نا جائز نہیں اگرچہ اس چیز کی قیمت کم ہوگئی ہو، ہاں اگر اس چیز میں کوئی نقصان پیدا ہوا گیا ہو تو پھر کم قیمت میں بھی خرید سکتا ہے۔

العنایہ شرح الھدایہ میں ہے: "من اشتری شیئا بألف درهم حالة أو نسیئة فقبضه ثم باعه من البائع بخمسمائة قبل نقد الثمن فالبیع الثانی فاسد...إذا باع من غیر البائع فإنه جائز أیضا بالاتفاق" ترجمہ: جس نے کوئی چیز ایک ہزار درھم کی نقد یا ادھار خریدی، پھر اس پر قبضہ کرلیا، پھر نقد ثمن سے قبل وہ چیز بائع کو پانچ سو کے بدلے بیچ دی، تو دوسری بیع فاسد ہے۔۔ جب بائع کے علاوہ کسی اور کو بیچی تو بالاتفاق جائز ہے۔ (العنایہ شرح الھدایہ، کتاب البیوع، باب بیع الفاسد، جلد 6، صفحہ 433)

بہار شریعت میں ہے: "جس چیز کو بیع کر دیا ہے اور ابھی ثمن وصول نہیں ہوا ہے اس کو مشتری سے کم دام میں خریدنا، جائز نہیں اگرچہ اس وقت اس کا نرخ کم ہو گیا ہو۔۔۔ کم داموں میں خریدنا اُس وقت ناجائز ہے جب کہ ثمن اُسی جنس کا ہو اور مبیع میں کوئی نقصان نہ پیدا ہوا ہو اور اگر ثمن دوسری جنس کا ہو یا مبیع میں نقصان ہوا ہو تو مطلقاً بیع جائز ہے۔ (بہارِ شریعت جلد 2، صفحہ 708، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

8 جمادی الاول 1446ھ / 11 نومبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

کیا چاول کھانا سنت سے ثابت ہے؟

سوال: کیا چاول کھانا سنت سے ثابت ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کے چاول تناول فرمانے کی صراحت تو نہیں ملی، البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاول کو گوشت کے بعد کھانوں کا سردار فرمایا ہے۔

الطب النبوی لابی نعیم الاصفھانی میں ہے: " عن علی قال: قال رسول اللہ ﷺ: سید طعام الدنیا اللحم ثم الأرز "۔ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہے۔

(الطب النبوی لابی نعیم الاصفھانی، المقالۃ السابعۃ فی اللحوم وما یصنع منھا، باب فی قوی اللحمان، روایت 849، جلد 2، صفحہ 735، ناشر دار ابن حزم)

کنز العمال میں ہے: "سید الطعام فی الدنیا والآخرۃ اللحم ثم الأرز" ترجمہ: دنیا اور آخرت میں کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہے۔

(کنز العمال، کتاب المعیشۃ والآداب، الباب الثانی فی الشراب، الفصل الاول فی آداب الشراب، روایت 41054، جلد 15، صفحہ 291، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

26 جمادی الاول 1446ھ 28 نومبر 2024ء

کیا آکٹوپس حلال ہے یا حرام؟

سوال: کیا آکٹوپس حلال ہے یا حرام؟ (سائل: ملک آکاش عباس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

آکٹوپس (Octopus) کا کھانا ناجائز و حرام ہے کہ پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی کا (اپنی تمام اقسام کے ساتھ) کھانا حلال ہے اس کے علاوہ پانی کے سب جاندار حرام ہیں۔

الفتاوی الھندیہ میں ہے: "فجميع ما في البحر من الحيوان يحرم أكله إلا السمك خاصة" ترجمہ: پس تمام سمندری جانوروں کا کھانا حرام ہے، سوائے خاص طور پر مچھلی کے۔

(الفتاوی الھندیہ، کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان ومالایؤکل جلد 5، صفحہ 289 مطبوعہ رشیدیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے:"ان السمك بجميع انواعه حلال عندنا "ترجمہ: مچھلی کی تمام اقسام ہمارے نزدیک حلال ہیں۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 20، صفحہ 339، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

8 جمادی الاول 1446ھ / 11 نومبر 2024ء

آن لائن الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی

دست شناسی کی ممانعت پر دلیل

سوال: دست شناسی کی ممانعت پر کوئی شرعی دلیل ہے تو عنایت فرمائیں۔ (سائل: پیر کلیم اللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

ہاتھ دکھانا شرعا منع ہے، کہ احادیث میں ممانعت ہے۔ پھر اگر اپنے مستقبل کی اچھی یا بری قسمت کے بارے میں معلوم کرنے کے لیے کسی نجومی یا کاہن کو اس اعتقاد سے ہاتھ دکھائے کہ جو یہ بتائے گا، وہ یقینی طور پر حق ہو گا، تو یہ کفر ہے۔اور اگر یہ اعتقاد نہ ہو مگر میلان ورغبت کے ساتھ ہو(جیسا کہ عموماً ہوتا ہے) تو یہ گناہِ کبیرہ ہے۔اور اگر مذاق کے طور پر ہو، تو مکروہ ہے۔اور اگر اس کو عاجز کرنے کے لیے ہو، تو جائز ہے۔

جامع ترمذی میں ہے: ''من اتی حائضا او امرأۃ فی دبرھا او کاھنا فصدقہ بما یقول فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ''ترجمہ: جو حیض والی عورت سے یا عورت کے پچھلے مقام میں جماع کرے یا نجومی کے پاس جائے اور اس کی تصدیق کرے جو اس نے کہا، تو اس نے اسکا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔

(جامع ترمذی، ابواب الطہارۃ، باب ماجاء فی کراھیۃ اتیان الحائض، جلد 1 صفحہ 76،75، ناشر الطاف اینڈ سنز کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: "کاہنوں اور جوتشیوں سے ہاتھ دکھا کر تقدیر کا بھلا، برا دریافت کرنا اگر بطور اعتقاد ہو یعنی جو یہ بتائیں حق ہے، تو کفر خالص ہے۔۔۔اور اگر بطور اعتقاد و تیقن نہ ہو، مگر میل و رغبت کے ساتھ ہو، تو گناہ کبیرہ ہے۔۔۔اور اگر ہزل واستہزاء ہو، تو عبث و مکروہ، حماقت ہے، ہاں اگر بقصدِ تعجیز ہو، تو حرج نہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 155، 156، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

2ربیع الاول1446ھ/7اگست2024ء

زیبرا کھانا حلال ہے یا حرام؟

سوال: مفتی صاحب زیبرا کھانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

زیبرا (حمار وحشی، گورخر) کھانا حلال ہے، کیونکہ کثیر احادیث صحیحہ میں اسکی حلت مذکور ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا گوشت تناول فرمانا بھی ثابت ہے۔

صحیح بخاری میں ہے: "فقال: کلوہ حلال" ترجمہ: ”پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس (زیبرا) کو کھالو، یہ حلال ہے۔“

(صحیح بخاری، کتاب جزاء الصید، باب لایعین المحرم الحلال فی قتل الصید، روایت 1823، جلد 1، صفحہ 489، ناشر الطاف اینڈ سنز،)

صحیح بخاری میں ہے: "قال هل معكم منه شيء قال معنا رجله فاخذها النبي صلى الله عليه وسلم فاكلها" ترجمہ: ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس اس (زیبرا کے گوشت) سے کوئی چیز ہے؟ تو (حضرت ابو قتادہ) نے عرض کیا ہمارے پاس اسکی ایک ران ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو پکڑا اور تناول فرمالیا۔“

(صحیح بخاری، کتاب الجھاد، باب اسم الفرس والحمار، روایت 2854، جلد 1، صفحہ 774، ناشر الطاف اینڈ سنز)

فتح الباری میں ہے: " قال الطحاوي -- وقد اجمع العلماء على حل الحمار الوحشي" ترجمہ: ”امام طحاوی نے فرمایا۔۔اور تحقیق علماء نے حمار وحشی (زیبرا) کے حلال ہونے پر اجماع کیا۔“

(فتح الباری، کتاب الذبائح والصید، باب لحوم الحمر الانسیہ، جلد 9، صفحہ 812، مطبوعہ دار السلام الریاض، دار الفیحاء دمشق)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

29 جمادی الاول 1446ھ 1 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ ﷺ وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

الرضا قرآن و فقہ اکیڈمی آن لائن

جو شوہر کا نام ہو وہی بیٹے کا رکھنا

سوال: ایک عورت کا شوہر فوت ہونے کے دو ماہ بعد بیٹا پیدا ہوا، تو کیا جو اسکے شوہر کا نام تھا اسکے بیٹے کا رکھ سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جو باپ کا نام ہو، وہ بیٹے کا بھی رکھ سکتے ہیں، اور یہ کئی صحابہ و تابعین سے ثابت ہے، مثلاً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ ہے اور آپ کے بیٹے کا نام بھی عبد اللہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے، آپکے پوتے اور پرپوتے کا نام حسن ہے۔

تاریخ الخلفاء میں ہے: "ابو بکر الصدیق خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمہ: عبد اللہ ۔۔قال ابن کثیر: اتفقوا علی أن اسمہ عبد اللہ" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام عبد اللہ ہے۔۔۔ ابن کثیر فرماتے ہیں: اس پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام عبد اللہ ہے۔

(تاریخ الخلفاء، الخلفاء الراشدون، ابو بکر الصدیق، صفحہ 26،27، مطبوعہ دار ابن حزم)

الطبقات الکبری (ابن سعد) میں ہے: "کان لأبی بکر من الولد عبد اللہ" ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت عبد اللہ تھے۔

(الطبقات الکبری، الطبقۃ الاولی اھل بدر، ومن بنی تیم بن مرۃ بن کعب، جلد 3 صفحہ 126 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر میں ہے: "ومعرفۃ من اتفق اسمہ واسم ابیہ وجدہ کالحسن بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنھم" ترجمہ: اور انکی معرفت جنکے نام اور انکے باپ اور دادا کے نام متفق ہیں جیسے حضرت حسن بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنھم۔

(نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، صفحہ 180، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

اسکے حاشیہ میں مستفتی اعلی حضرت مفتی عبد اللہ ٹونکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: "وکمحمد بن محمد بن محمد الغزالی" ترجمہ اور جیسا کہ محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمہ اللہ۔

(حاشیہ نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، صفحہ 180، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

8 جمادی الثانی 1446ھ 10 دسمبر 2024ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یاحبیب اللہ

مرد کا دنداسہ استعمال کرنا کیسا

سوال: کیا مرد دنداسہ استعمال کر سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

حکم کا دارومدار (مخصوص شرائط کے ساتھ) عرف پر ہوتا ہے، اور ہمارے عرف میں عورتوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے مرد کا دنداسہ استعمال کرنا مکروہ ہے، اگر کسی جگہ دنداسہ عورتوں کے ساتھ خاص نہ ہو تو وہاں حکم اور ہو گا۔

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: "والعرف فی الشرع لہ اعتبار ... لذا علیہ الحکم قد یدار" ترجمہ: شریعت میں عرف کا اعتبار ہے، تحقیق اسی وجہ سے اس پر حکم کا مدار ہوتا ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، باب المھر، مطلب فی السفر بالزوجۃ، جلد 3، صفحہ 147، مطبوعہ دار الفکر)

جامع ترمذی میں ہے: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھات بالرجال من النساء، والمتشبھین بالنساء من الرجال" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

(جامع ترمذی، ابواب الادب، باب ماجاء فی المتشبھات بالرجال من النساء، روایت 2784، جلد 2، صفحہ 291، ناشر الطاف اینڈ سنز)

تبیین الحقائق میں ہے: "ویکرہ للرجال إذا لم یکن من علۃ لما فیہ من التشبہ بالنساء" ترجمہ: اور مردوں کے لیے (علک کو چبانا) مکروہ ہے جب کوئی وجہ نہ ہو، کیونکہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے۔

(تبیین الحقائق، کتاب الصوم، باب مایفسد الصوم ومالایفسد، جلد 1، صفحہ 231، ناشر المطبعۃ الکبری الامیریہ۔ بولاق، القاہرہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 جمادی الثانی 1446ھ / 11 دسمبر 2024ء

سوال: قرآن کی آخری وحی یعنی آیت کون سی ہے اور کس مقام پر نازل ہوئی؟ (سائل: عادل رضا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب الھم ھدایۃ الحق والصواب

سب سے آخر میں نازل ہونے والی قرآن کی آیت کون سی ہے، اسمیں اختلاف ہے مشہور و معروف اور اصح قول کے مطابق سورۃ البقرہ کی آیت 281 (وَاتَّقُوا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ۔) سب سے آخر میں نازل ہوئی اور عبید اللہ بن ابی داؤد المنادی اور کلبی کی روایت کے مطابق یہ آیت منی میں نازل ہوئی۔

تفسیر الطبری میں ہے: "عن ابن عباس قال: آخر آیۃ انزلت علی النبی واتقوا یوما ترجعون فیہ إلی اللہ" ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ آخری آیت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی وہ ,, واتقوا یوما ترجعون فیہ إلی اللہ،، ہے۔ (تفسیر الطبری، جلد 5، صفحہ 67، مطبوعہ مرکز البحوث والدراسات العربیہ والاسلامیہ بدار ھجر)

تفسیر القرطبی میں ہے: " والقول الأول أعرف وأکثر وأصح وأشہر" ترجمہ: اور قول اول (سورۃ البقرہ کی آیت 281 کا آخر میں نازل ہونا) زیادہ معروف، اکثر، اصح اور زیادہ مشہور ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن، سورۃ البقرۃ تحت آیت 281، جلد 4، صفحہ 421، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ)

دلائل النبوہ و معرفۃ احوال صاحب الشریعۃ للبیہقی میں ہے: " زاد المنادی فی روایتہ نزلت بمنی کذا فی روایۃ الکلبی" ترجمہ: عبید اللہ بن ابی داؤد المنادی نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ یہ آیت (واتقوا یوما ترجعون فیہ إلی اللہ) منی میں نازل ہوئی، ایسے ہی کلبی کی روایت میں ہے۔ (دلائل النبوۃ و معرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، جلد 7، صفحہ 137، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 رجب المرجب 1446ھ / 9 جنوری 2025ء

مسلمان بھائی کی مدد کرنا

سوال: کیا اسطرح کی حدیث ہے کہ جب بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہے تو اللہ اسکی مدد کرتا رہتا ہے؟

سائل: محمد اویس ملک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جی اس مفہوم کی روایت کتب حدیث میں موجود ہے اور بھائی سے مراد مسلمان بھائی کی مدد کرنا ہے۔

مشکوۃ المصابیح میں ہے: "واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ" ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہوتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں ہوتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، الفصل الاول، روایت 193، صفحہ 33، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

اسکے تحت مرقاۃ المفاتیح میں ہے: " (ماکان) ای مادام (العبد) مشغولا (فی عون اخیہ) المسلم۔۔ وفیہ اشارۃ الی فضیلۃ عون الاخ علی امورہ" ترجمہ: جب تک بندہ اپنے مسلمان بھائی کی مدد میں مشغول ہوتا ہے (تب تک اللہ اسکی مدد میں ہوتا ہے)۔۔۔اور اس (حدیث) میں اپنے مسلمان بھائی کی اسکے (جائز) کاموں پر مدد کرنے کی فضیلت کی طرف اشارہ ہے

(مرقاۃ المفاتیح، شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 415، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 رجب المرجب 1446ھ 14 جنوری 2025ء

سوال: جب بچہ ناپاک چیز یعنی منی سے پیدا ہوا ہے تو یہ پاک کیسے ہوا؟ (سائل: اویس قاضی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

منی کے ناپاک ہونے پر کثیر دلائل شرعیہ موجود ہیں، جہاں تک یہ بات ہے کہ پاک بچہ ناپاک منی سے کیسے بنا، تو یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ وہ ناپاک کو پاک سے اور پاک کو ناپاک سے بناتا ہے۔

صحیح بخاری میں ہے: "عن عائشة قالت كنت اغسل الجنابة من ثوب النبي صلى الله عليه وسلم فيخرج إلى الصلاة وإن بقع الماء في ثوبه" حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جنابت (منی) کو دھوتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لے جاتے اگرچہ پانی کا نشان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے میں (باقی) ہوتا۔

(صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب غسل المنی وفرکہ، جلد 1، صفحہ 83، ناشر الطاف اینڈ سنز)

اسکے تحت عمدۃ القاری میں ہے: " ومن احكام هذا الحديث انه حجة للحنفية في قولهم ان المني نجس لقول عائشة كنت اغسل الجنابة من ثوب النبي وقولها كنت، يدل على تكرار هذا الفعل منها فهذا ادل دليل على نجاسة المني" ترجمہ: اور اس حدیث کے احکام میں سے یہ ہے کہ بے شک منی ناپاک ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس فرمان کی وجہ سے کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے جنابت (منی) کو دھوتی تھی اور آپ کا قول، کنت، آپ کی طرف سے اس فعل کے تکرار پر دلالت کرتا ہے تو یہ منی کے ناپاک ہونے پر بہت بڑی دلیل ہے۔

(عمدۃ القاری، کتاب الوضوء، جلد 3، صفحہ 219، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

مرآۃ المناجیح میں ہے: "یہ بھی ضعیف ہے کہ پاک انسان ناپاک منی سے کیسے بنا، ماں کا دودھ جو انسان کی پہلی غذا ہے حیض کے خون سے بنتا ہے بلکہ خود منی خون سے بنی ہے تو کیا خون کو بھی پاک کہو گے۔ یہ تو خدا کی شان ہے کہ ناپاک کو پاک سے اور پاک کو ناپاک سے بناتا ہے۔"

(مرآۃ المناجیح، نجاستوں کا بیان، جلد 1، صفحہ 314، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

5 رجب المرجب 1446ھ 6 جنوری 2025ء

سوال: انسان کی آنکھیں پھڑکتی ہیں اگر دائیں آنکھ پھڑکے تو لوگ اچھا اور اگر بائیں پھڑکے تو برا شگون لیتے ہیں، شریعت اس بارے کیا کہتی ہے؟

(سائل: عبد الولی خان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اچھا شگون لینا تو جائز ہے البتہ کسی اچھی چیز سے برا شگون لینا جائز نہیں، کہ حدیث پاک میں اسکی ممانعت آئی ہے لہذا الٹی آنکھ پھڑکنے سے یہ شگون لینا کہ کوئی مصیبت آنے والی ہے، ناجائز ہے۔

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے: " لیس منا من تطیر ولا تطیر لہ" ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی لی اور جسکے لیے بدشگونی لی گئی

(المعجم الکبیر للطبرانی، اسحاق بن الربیع، جلد 18، صفحہ 162، روایت 356، مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیہ)

آنکھ پھڑکنا (رسالہ) میں ہے: سوال: آنکھ پھڑکنے سے اچھا یا برا شگون لینا کیسا؟ جواب: اچھا شگون لینا جائز ہے جبکہ کسی اچھی چیز سے برا شگون لینا جائز نہیں۔ مثلاً الٹی آنکھ پھڑکنے سے یہ شگون لیا جائے کہ کوئی مصیبت وغیرہ آنے والی ہے یہ ناجائز ہے۔

(آنکھ پھڑکنا، صفحہ 1، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

9 شعبان المعظم 1446ھ 8 فروری 2024ء

سوال: ابو عبد اللہ محمد بن عمر الواقدی (علامہ واقدی) اور انکی کتاب "کتاب المغازی" کے متعلق اہل سنت کی کیا رائے ہے؟

(سائل: محمد حارث راجپوت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مؤرخ اسلام ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقدی رحمہ اللہ تبع تابعی اور تاریخ وسیر میں امام ہیں اور آپکی "کتاب المغازی" سیرت نگاروں کے لئے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے، آپ امام مالک اور سفیان ثوری رحمھما اللہ تعالی کے شاگرد اور حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کے استاذ ہیں، اگرچہ آپ پر جمہور اہل اثر نے کلام کیا، مگر ہمارے علماء کے نزدیک انکی توثیق ہی راجح ہے جیسا کہ اسکو محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام نے بیان کیا۔

وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان میں ہے: "ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن واقد الواقدی المدنی۔۔۔کان اماما عالما له التصانیف فی المغازی وغیرھا۔۔۔سمع من ابن ابی ذئب ومعمر بن راشد ومالک بن انس والثوری۔۔۔ وروی عنه بشر الحافی" ترجمہ: ابو عبد اللہ محمد بن عمر واقد واقدی مدنی۔۔۔امام اور عالم تھے انکی مغازی اور اسکے علاوہ میں کتب ہیں۔۔۔انہوں نے ابن ابی ذئب، معمر بن راشد اور سفیان ثوری رحمھم اللہ سے (روایات) سماعت کیں۔۔۔اور ان سے بشر حافی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

(وفیات الاعیان، حرف المیم، الواقدی، جلد 4، صفحہ 349،348، مطبوعہ دار صادر بیروت)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "امام واقدی کو جمہور اہل اثر نے چنین وچناں کہا جس کی تفصیل میزان وغیرہ کتب فن میں مسطور۔۔۔اگرچہ ہمارے علماء کے نزدیک ان کی توثیق ہی راجح ہے۔ کما افادہ الامام المحقق فی فتح القدیر (جیسا کہ امام محقق نے فتح القدیر میں اس کو بیان کیا ہے) بااینہمہ یہ جرح شدید ماننے والے بھی انہیں سیر ومغازی واخبار کا امام مانتے اور سلفاً وخلفاً ان کی روایات سیر میں ذکر کرتے ہیں کما لایخفی علی من طالع کتب القوم (جیسا کہ اس شخص پر مخفی نہیں جس نے قوم کی کتب کا مطالعہ کیا ہے)۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 5، صفحہ 527،526، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 شعبان المعظم 1446ھ/13 فروری 2025ء

مکروہ تحریمی سے صغیرہ گناہ ہوتا ہے یا کبیرہ

سوال: مکروہ تحریمی سے صغیرہ گناہ ہوتا ہے یا کبیرہ؟ (سائل: قاری محمد رضوان مہروی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

مکروہ تحریمی کے ارتکاب سے صغیرہ گناہ ہوتا ہے، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے اس کی تصریح فرمائی اور علامہ شامی اور دیگر فقہاء کرام رحمھم اللہ نے انکی تائید کی۔ لیکن مکروہ تحریمی پر اصرار کبیرہ گناہ ہے، یونہی اگر کوئی ہلکا جان کر کرے، تو اشد کبیرہ گناہ ہے۔

الرسائل الزینیہ میں ہے: "کل ما کرہ عندنا تحریما فھو من الصغائر" ترجمہ: ہر وہ چیز جو ہمارے نزدیک مکروہ تحریمی ہے، پس وہ صغیرہ گناہوں میں سے ہے۔

(الرسائل الزینیہ، الرسالۃ الثالثۃ والثلاثون، صفحہ 317، مطبوعہ دار السلام)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: " أقول صرح العلامة ابن نجیم فی رسالته المؤلفة فی بیان المعاصی: بأن کل مکروہ تحریما من الصغائر" ترجمہ: میں کہتا ہوں: علامہ ابن نجیم نے اپنے اس رسالہ میں جو گناہوں کے بیان میں لکھا گیا، اس بات کی تصریح کی کہ ہر مکروہ تحریمی صغائر (گناہوں) میں سے ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 456، مطبوعہ دار الفکر)

فتاوی رضویہ میں ہے: "مسلمانو! مکروہ تحریمی گناہ صغیرہ سہی مگر بعد اصرار کبیرہ اور ہلکا جانتے ہی فورا اشد کبیرہ (ہو جاتا ہے)۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 626، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

16 شعبان المعظم 1446ھ/15 فروری 2025ء

پاؤں ہلانے سے نحوست

سوال: کیا بیٹھے ہوئے پاؤں ہلانے سے نحوست پیدا ہوتی ہے؟ (سائل: عبد القدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

بیٹھے ہوئے پاؤں ہلانا ممنوع نہیں، کیونکہ اسکی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی موجود نہیں، یہ سمجھنا کہ بیٹھے ہوئے پاؤں ہلانے سے نحوست پیدا ہوتی ہے، بدشگونی ہے اور بدشگونی لینا جائز نہیں، کہ احادیث میں ممانعت آئی ہے۔ البتہ لوگوں کے سامنے پاؤں ہلانا مجلس کے آداب کے خلاف ہے، پھر اگر اس کے پاؤں ہلانے سے چارپائی وغیرہ ہلے اور لوگ ڈسٹرب ہوں، تو مناسب نہیں۔

المعجم الکبیر للطبرانی میں ہے: " لیس منا من تطیر ولا تطیر لہ " ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے بدشگونی لی اور جسکے لیے بدشگونی لی گئی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، اسحاق بن الربیع، جلد 18، صفحہ 162، روایت 356، مطبوعہ مکتبہ ابن تیمیہ)

جامع ترمذی میں ہے: "من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" ترجمہ: انسان کے اسلام کی خوبی میں سے اسکا فضول چیزوں کو چھوڑنا ہے۔

(جامع ترمذی، ابواب الزھد، روایت 2317، جلد 2، صفحہ 158، ناشر الطاف اینڈ سنز)

مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "ای من جملۃ محاسن اسلام الشخص وکمال ایمانہ (ترکہ مالا یعنیہ) ای مالا یھمہ ولا یلیق بہ قولا وفعلا ونظرا وفکرا" ترجمہ: یعنی انسان کے اسلام کے محاسن اور اسکے ایمان کے کمال سے اسکا فضول چیزوں کو چھوڑنا ہے یعنی وہ چیزیں جنکی اسکو ضرورت نہ ہو اور قول و فعل اور نظر و فکر کے اعتبار سے اسکے لائق نہ ہوں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، تحت روایت 4839، جلد 9، صفحہ 86، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 شعبان المعظم 1446ھ/13 فروری 2025ء

سوال: اگر کوئی شخص سعودی عرب میں ہے، اس کی بیوی اور بچے اس کے پاس آنا چاہ رہے ہوں، تو کیا اسکی بیوی اپنے 13 سالہ بیٹے کے ساتھ سعودی عرب آسکتی ہے؟ (سائل: طاہر علی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

عورت کا اپنے 13 سالہ بیٹے کے ساتھ سعودی عرب جانا جائز ہے، کیونکہ عورت کے شرعی سفر (تقریبا 92 کلو میٹر) کرنے کے لیے اسکے ساتھ محرم کا ہونا ضروری ہے، خواہ وہ بالغ ہو یا مراہق (قریب البلوغ) کیونکہ مراہق اس صورت میں بالغ کے حکم میں ہے۔ اگر یہ لڑکا بالغ نہیں تو مراہق ضرور ہے، کیونکہ لڑکے میں مراہقت کی کم از کم عمر، 12 سال ہے۔

فتح القدیر لابن الھمام میں ہے: "ولا تسافر مع۔۔۔المحرم غیر المراھق بخلاف المراھق" ترجمہ: اور عورت غیر مراہق محرم کے ساتھ (شرعی) سفر نہ کرے بخلاف مراہق کے (مراہق کے ساتھ سفر کر سکتی ہے)۔

(فتح القدیر، کتاب الطلاق، فصل علی الزوج ان یسکنھا، جلد 4، صفحہ 399، مطبوعہ دار الفکر)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: "وفی البزازیۃ المراھق کالبالغ" ترجمہ اور بزازیہ میں ہے کہ مراہق بالغ کی طرح ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، جلد 3، صفحہ 35، مطبوعہ دار الفکر)

رد المحتار علی الدر المختار میں ہے: "واقلہ للانثی تسع وللذکر اثنا عشر لان ذلک اقل مدۃ یمکن فیھا البلوغ" ترجمہ: اور مراہقت کی کم از کم عمر لڑکی کے لئے 9 اور لڑکے کے لئے 12 سال ہے، کیونکہ یہ ایسی کم از کم مدت ہے جسمیں بالغ ہونا ممکن ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، جلد 3، صفحہ 35، مطبوعہ دار الفکر)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

14 شعبان المعظم 1446ھ / 13 فروری 2025ء

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ — وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

سوال: کیا گناہوں کی وجہ سے پریشانیاں، بیماریاں آتی ہیں؟ اور کیا گناہوں کے باعث دعا قبول نہیں ہوتی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جی ہاں! گناہوں کے سبب بیماریوں اور پریشانیوں کا آنا دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، یونہی دعا کے قبول نا ہونے کے اسباب میں سے ایک سبب انسان کے گناہ ہیں۔

جامع ترمذی میں ہے: "یصیب عبدا نکبۃ فما فوقھا او دونھا الا بذنب وما یعفو اللہ عنہ اکثر، قال: وقرا وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ۔" ترجمہ: جس کسی بندے کو چھوٹی یا بڑی جو بھی مصیبت پہنچتی ہے اس کے گناہ کے سبب ہی پہنچتی ہے، اور جو اللہ معاف فرما دیتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی وَمَآ اَصَابَکُمۡ مِّنۡ مُّصِیۡبَۃٍ۔۔۔

(جامع ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، سورۃ الشوری، روایت 3252، جلد2، صفحہ 428، ناشر الطاف اینڈ سنز)

سنن ابن ماجہ میں ہے: "لم تظھر الفاحشۃ فی قوم قط حتی یعلنوا بھا الا فشا فیھم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافھم الذین مضوا" ترجمہ: جب کسی قوم میں علانیہ فحاشی ہونے لگ جائے، تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھوٹ پڑتی ہیں جو ان سے پہلے کے لوگوں میں نہ تھیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب العقوبات، روایت 4019، صفحہ 427، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

احسن الوعاء لآداب الدعاء (فضائل دعا) میں ہے: "اے عزیز! دعا چند سبب سے رد ہوتی ہے۔۔۔ دوسرا سبب: گناہوں سے تَلَوُّث (یعنی گناہوں میں مبتلا رہنا)۔

(احسن الوعاء لآداب الدعاء، المعروف فضائل دعا، فصل ششم، صفحہ 154، 153، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

10 جمادی الثانی 1446ھ 12 دسمبر 2024ء

عمامہ میں ایک شملہ ہونا چاہیے یا دو

سوال: عمامہ باندھنے میں شملہ ایک ہونا چاہیے یا دو؟ (سائل: علی حماد)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق و الصواب

عمامہ میں ایک شملہ چھوڑنا اور دو شملے چھوڑنا، دونوں طریقے سنت سے ثابت ہیں، تو دونوں سنتوں پر وقتاً فوقتاً عمل کرنا چاہیے۔ یاد رہے کہ شملہ ایک بالشت سے کم نہیں ہونا چاہیے۔

جامع ترمذی میں ہے: "كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا اعتم سدل عمامته بين كتفيه" ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکاتے۔

(جامع ترمذی، ابواب اللباس، باب ماجاء فی سدل العمامۃ بین الکتفین، روایت 1736، جلد 1، صفحہ 720، ناشر الطاف اینڈ سنز)

سنن ابن ماجہ میں ہے: "عن مساور حدثني جعفر بن عمرو بن حريث عن ابيه قال: كاني انظر الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وعليه عمامة سوداء قد ارخى طرفيها بين كتفيه" ترجمہ: حضرت مساور سے مروی ہے کہ مجھے جعفر بن عمر بن حریث نے اپنے والد کے متعلق حدیث بیان کی کہ وہ فرماتے ہیں: گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سیاہ عمامہ ہے جس کے دونوں شملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہیں۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الجھاد، باب لبس العمائم فی الحرب، روایت 2821، صفحہ 328، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ)

فتاوی رضویہ میں ہے: " شملہ چھوڑنا کہ اس (سنت عمامہ) کی فرع اور سنت غیر موکدہ ہے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 6، صفحہ 208، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

فتاوی رضویہ میں ہے: "یہ (دو شملے چھوڑنا) سنت ہوا نہ کہ معاذ اللہ بدعت سیئہ فقیر اسی سنت کے اتباع سے بارہا دو شملے رکھتا ہے۔ مگر شملہ ایک بالشت سے کم نہ ہونا چاہئے۔"

(فتاوی رضویہ، جلد 22، صفحہ 200، مسئلہ 56، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــــــــہ

ابو حزقیل محمد ارسلان جلالی

27 شعبان المعظم 1446ھ/25 فروری 2025ء